عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۹ | ۹ تا ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ مئی ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۲۰

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

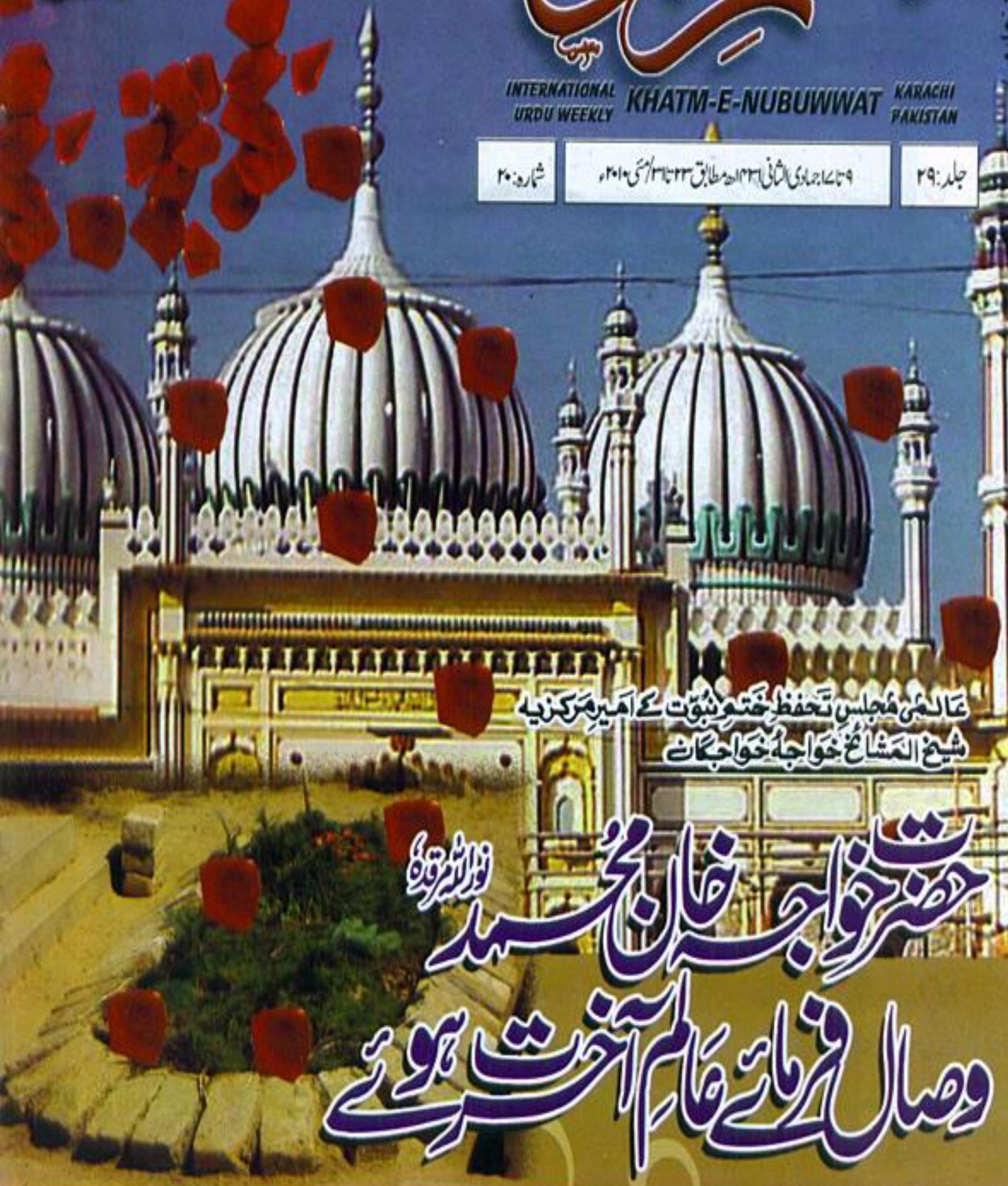

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ
شیخ المشائخ خواجہ خواجگان

حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ
وصال فرما کر عالم آخرت ہوئے

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

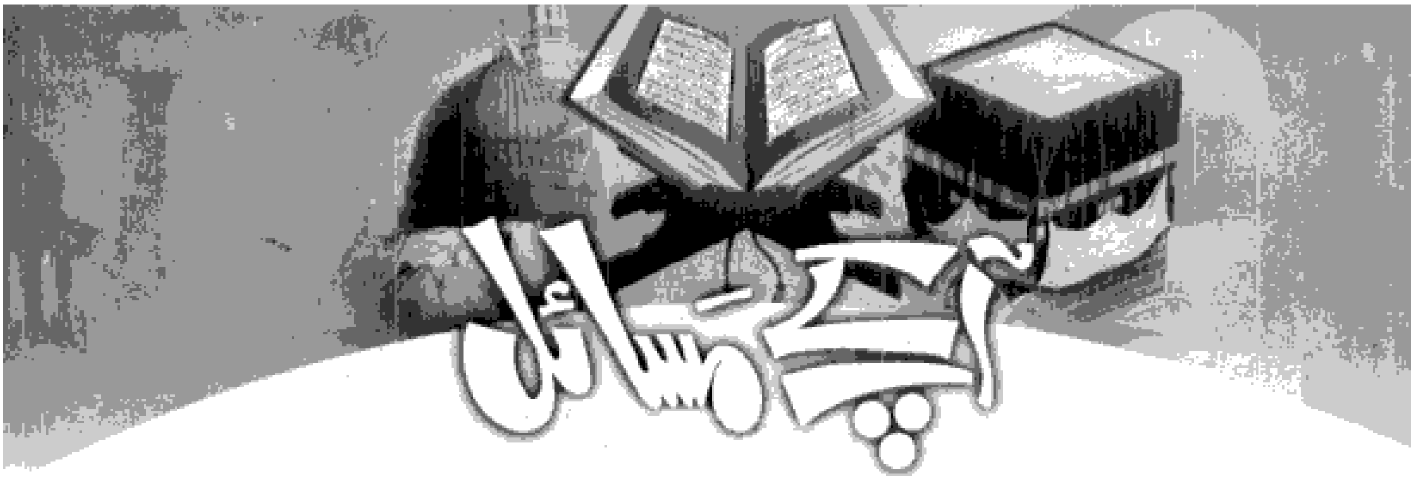

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

نیشنل سیونگ کا حکم

عبدالحق، کوئٹہ

س:...... میں نے نیشنل سیونگ سینٹر میں سرمایہ لگا رکھا ہے، ماہانہ معقول آمدنی ہے، یہ پیسے میں نے خرچ نہیں کئے، کیا میں ان پیسوں سے کسی شخص کو حج پر بھجوا سکتا ہوں؟ جبکہ اسے یہ معلوم نہیں کہ ان پیسوں کی حقیقت کیا ہے؟

ج:...... یہ رقم حرام ہے، کسی کو حج کے لئے دینے کے بجائے بلانیت ثواب دے دیں پھر اس کی مرضی جو چاہے کرے، چاہے وہ حج پر بھی چلا جائے۔

سجدۂ تلاوت

س:...... میں کلام پاک کی الحمدللہ روزانہ تلاوت کرتا ہوں، سجدہ آنے پر کلام پاک پر ہی سر رکھ کر سجدہ کرتا ہوں، کیا یہ ٹھیک ہے یا یہ کہ باقاعدہ جائے نماز بچھائی جائے اور قبلہ رو ہوکر سجدہ کیا جائے؟ کیا میں تمام سجدے کلام پاک ختم کرنے کے بعد اکٹھے ادا کرسکتا ہوں یا جیسے ہی سجدہ آئے ادا کروں؟

ج:...... آپ کا کلام پاک پر سجدہ کرنا درست نہیں، باقاعدہ پاک جگہ پر نماز کے سجدہ کی طرح زمین پر سجدہ کریں اگر ضرورت ہو تو جائے نماز بھی بچھائی جائے۔ جی ہاں! تلاوت کے بعد اکٹھے سجدے کئے جاسکتے ہیں، مگر بلا عذر ایسا نہیں کرنا چاہئے نہ معلوم کہ قرآن کے ختم کے بعد آپ زندہ بھی رہیں یا نہ رہیں۔

آپ معذور ہیں

عبدل، اسلام آباد

س:...... میں باتھ روم میں جاکر طہارت کرتا ہوں، طہارت کرنے کے بعد جب میں وضو کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو پھر ریح خارج ہوجاتی ہے، بعض اوقات نماز کے درمیان میں پھر ریح خارج ہوجاتی ہے، جس سے مجھے سخت پریشانی ہوتی ہے میں نے ریح کا علاج کرایا لیکن یہ ٹھیک ہونے میں نہیں آتی، بار بار طہارت کرنے اور وضو کرنے سے میری حالت عجیب سی ہوجاتی ہے، اب میں آپ سے دو سوال کرنا چاہتا ہوں، پہلا سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کا حل بتادیں، دوسرا سوال یہ ہے کہ وضو کرنے سے پہلے ہم جو طہارت کرتے ہیں وہ فرض ہے، سنت ہے یا واجب ہے؟

ج:...... ریح خارج ہونے پر استنجا نہیں ہے۔ بہرحال آپ کے سوال سے یہی لگتا ہے کہ آپ معذور ہیں، آپ ہر نماز کے لئے الگ وضو کرلیا کریں، اور اس سے نماز ادا کیا کریں محض ریح خارج ہونے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

غیر مسلم کو مسلمان کر کے نکاح کرنا

زاہد محمود، شکر گڑھ

س:...... میں ایک کرسچن لڑکی کو مسلمان کر کے شادی کرنا چاہتا ہوں، لیکن میری ماں نہیں مانتی، اسلام اس کے متعلق کیا حکم دیتا ہے؟ ماں کا حکم ماننا چاہئے یا نہیں؟

ج:...... اگر آپ کسی غیر مسلم کو اسلام کے دائرہ میں لاکر اس کو جہنم کی آگ سے بچانے کی غرض سے اس سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو بلاشبہ یہ بہت بڑی عبادت اور جہاد ہے، مگر اس میں نہایت سلیقہ اور حکمت عملی کا مظاہرہ کریں کہ والدہ کی دل آزاری بھی نہ ہو اور یہ کام بھی ہوجائے، اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ والدہ کو اس پر آمادہ کریں اور ان کو بتلائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ علی! تیری وجہ سے ایک آدمی کو بھی ہدایت مل گئی تو تیری نجات کے لئے کافی ہے، اماں جان اس سے آپ کی اور میری نجات آخرت ہوجائے گی۔ امید ہے اس طرح وہ راضی ہوجائیں گی۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
ملتان

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۹ ۹ تا ۱۵ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ مئی ۲۰۱۰ء شمارہ: ۲۰

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ…	۵	اداریہ
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل….	۷	مولانا محمد ازہر مدظلہ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ	۹	حافظ محمد فیاض حسن سجاد
گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں	۱۲	حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ
اسلامی اخوت اور شیطانی تدابیر	۱۳	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
نماز کا مسنون طریقہ	۱۵	مفتی محمد سلمان منصور پوری
ظلی و بروزی نبوت کا دعویدار…	۱۸	جناب نثار احمد فتحی صاحب
ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد	۲۱	صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
مسئلہ ختم نبوت اور ذکری فتنہ	۲۳	مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ
محنت میں عظمت ہے	۲۵	محمد عمر شیخ
قادیانیت، یہودیت کا چربہ ہے	۲۷	مولانا محمد اکرم طوفانی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرتعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

قیامت کے حالات

حوضِ کوثر کے برتنوں کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والے حضرات کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے، البتہ اس حدیث کے متعلق چند سوال ہیں۔

اوّل یہ کہ شبِ اسراء میں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تھی، تو پھر آپ نے اس موقع پر ان کو کیوں نہیں پہچانا؟

جواب یہ ہے کہ آدمی کی شناخت اور پہچان نزدیک سے دیکھنے پر ہوتی ہے، یہاں موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب سے نہیں دیکھا تھا، بلکہ دُور سے ایک مجمع دیکھا، اور دُور سے دیکھنے میں کسی خاص شخص کی پہچان نہیں ہوسکتی۔

دُوسرا سوال یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ: آپ اپنی اُمت کو قیامت کے دن کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا کہ: میری اُمت کے اعضائے وضو روشن ہوں گے، جس کی وجہ سے وہ دُوسری اُمتوں سے زیادہ ممتاز ہوں گے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی ایک مخصوص علامت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اپنی اُمت کو کیوں نہ پہچانا؟

اس کا جواب بھی وہی ہے جو اُوپر آچکا ہے، یعنی یہ منظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دُور سے دِکھایا گیا تھا، جس میں صرف مجمع نظر آتا ہے، امتیازی علامات نظر نہیں آتیں، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اعضاء کے روشن ہونے کی علامت وخصوصیت قیامت کے دن مخصوص ہو۔

سوم یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے لئے تو ان ستر ہزار میں داخل ہونے کی دُعا فرمادی اور ان کو اس کی بشارت بھی عطا فرمادی، دُوسرے صاحب نے جب یہی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”عکاشہ تم سے سبقت لے گئے!“ ان کے لئے کیوں دُعا نہیں فرمائی؟

حضرات شارحین نے اس سوال کے متعدد جواب دیئے ہیں، ایک یہ کہ یہ دُوسرا شخص منافق ہوگا، لیکن یہ جواب کمزور ہے، کیونکہ ایسی درخواست کسی منافق بے ایمان کی طرف سے نہیں ہوسکتی۔ دُوسرا جواب یہ دیا گیا کہ اگر دُوسرے کے لئے بھی دُعا فرمادی جاتی تو تیسرا کھڑا ہوجاتا، پھر چوتھا، پھر پانچواں، اسی طرح ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع ہوجاتا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سلسلہ شروع ہونے سے پہلے ہی اس کو بند کردیا۔ ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے جب درخواست کی تھی وہ قبولیت کا خاص وقت اور خاص گھڑی ہو، دُوسرے صاحب نے جب درخواست کی تو وہ خاص وقت گزر چکا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تو عکاشہ لے اُڑے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی درخواست تو بے ساختہ تھی، ان کے بعد درخواست کرنے والے میں وہ بات نہیں پائی جاتی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ تو ان صفات کے ساتھ کامل طور پر متصف تھے جو اس جماعت میں داخلے کے لئے شرط ہیں، ممکن ہے دُوسرے صاحب میں یہ صفات اس درجے کی نہ پائی جاتی ہوں، واللہ اعلم!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی: ”سَبَقَکَ بِهَا عُکَّاشَة“ کسی کام میں پہل کرنے والے کے لئے ضرب المثل بن گیا ہے۔ (الاصابہ)

”ابوعمران جونی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ہم لوگ جن اُمور پر قائم تھے آج میں ان میں سے کسی چیز کو بھی نہیں پہچانتا۔ میں نے عرض کیا کہ: نماز تو ہے؟ فرمایا: کیا تم نے اپنی نماز میں وہ کچھ نہیں کرلیا جو تمہارے علم میں ہے!“

(ترمذی ج:۲ ص:۹۷، ۹۸)

مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ سعادت مہد میں دُنیا سے زُہد و بے رغبتی اور آخرت کے شوق و اہتمام کی جو کیفیت ہم میں پائی جاتی تھی، اور اس زمانے میں اعمال کا جو نقشہ تھا، اب وہ کہیں نظر نہیں آتا، ایک نماز تھی اس میں بھی وہ ذوق و شوق، وہ خشوع و خضوع اور لذتِ مناجات کی وہ کیفیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پائی جاتی تھی آج مفقود ہے، اعمال کا ظاہری ڈھانچہ اگرچہ موجود ہے (اور قیامت تک رہے گا) لیکن باطنی کیفیت کا رنگ روز بروز پھیکا پڑتا جارہا ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک دُوسری حدیث مروی ہے:

”جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری ہوئی، اس دن مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی، اور جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی، اور ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرکے ابھی ہاتھ نہیں جھاڑے تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن ہی میں مشغول تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو اور ہی طرح کا محسوس کیا۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۲۰۲، ابن ماجہ ص:۱۱۷)

یعنی حالتِ مشاہدہ، حالتِ غیبت سے بدل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدے کے انوار و تجلیات سے دلوں کی جو قندیلیں جگمگا رہی تھیں ان کی لَو مدھم پڑگئی، اور زمانۂ نبوت کے انوار و برکات رُخصت ہوتے ہوئے صاف محسوس ہونے لگے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت عہد سے جس قدر بُعد ہوتا جارہا ہے ایمانی کیفیات میں اسی قدر تنزل رُونما ہورہا ہے، زیرِ نظر حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اسی تنزل کو بیان فرمارہے ہیں۔

(جاری ہے)

اداریہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

کی وفاتِ حسرت آیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

قطب الاقطاب، شیخ المشائخ، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے سرخیل، امام اولیاء والاتقیا، خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ ۵/مئی ۲۰۱۰ء، مطابق ۲۰/جمادی اولیٰ ۱۴۳۱ھ بروز بدھ بعد نماز مغرب ملتان شہر میں نوے سال کی عمر میں وصال فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ باجل مسمی۔

بروز جمعرات بعد نماز ظہر خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میں آپ کے صاحبزادہ مولانا خلیل احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی، جس میں ملک بھر کے لاکھوں مریدین، متعلقین اور عقیدت مند شرکت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ حضرت خواجہؒ اپنے شیخ حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی خبر ملاحظہ فرمائیں:

”خانقاہ سراجیہ (نمائندہ خصوصی) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے سرخیل، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، خانقاہ عالیہ سراجیہ کے سجادہ نشین، شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد قدس سرہ گزشتہ شب انتقال فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی میں آپ کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر صاحبزادہ مولانا خلیل احمد صاحب نے پڑھائی۔ جس میں ملک بھر سے لاکھوں کی تعداد میں وابستگان سلسلہ، مریدین، متعلقین، متوسلین، علماء ومشائخ، سیاستدان، قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران، سرکاری وغیر سرکاری اہلکار، ججز، وکلا، تاجر برادری، دینی مدارس کے طلبا اور عوام الناس شریک ہوئے۔ نماز جنازہ میں اہل حق کی تمام دینی جماعتوں کی قیادتوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ ۲ بج کر ۵۰ منٹ پر ادا کی گئی۔ روایتی طور پر اس موقع پر کسی قسم کے بیانات یا تقاریر کا کوئی پروگرام نہیں رکھا گیا۔ نماز جنازہ میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمن، سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس قاری محمد حنیف جالندھری، حافظ حسین احمد، مولانا مسعود الرحمن عثمانی، خلیفہ عبدالقیوم، شمس الرحمن معاویہ، مولانا طارق جمیل، عطاء المہیمن بخاری، قاضی ارشد الحسینی، مولانا عبدالمجید لدھیانوی (کہروڑپکا)، مولانا ظفر احمد قاسم (وہاڑی)، مولانا محمود الحسن اشرف (آزاد کشمیر)، قاری محمد عثمان، مولانا امداد اللہ ودیگر علماء سمیت حکومت پنجاب کے اعلیٰ سطحی وفد نے شرکت کی، جبکہ پاکستان کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان انضمام الحق اور ضلع میانوالی کی انتظامیہ، سیاسی وسماجی راہنما بھی شریک ہوئے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے متجاوز تھی۔ بعد ازاں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ خان محمد قدس سرہ کو خانقاہ سراجیہ کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

وفات کی خبر سن کر ہزاروں عقیدت مندرات گئے خانقاہ سراجیہ پہنچ گئے، جنازہ جب عوامی سمندر کے سامنے آیا تو مریدین فرط جذبات میں اپنے مرشد کے آخری دیدار کے لئے دیوانے وار روپڑے، مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب لوگوں کو بار بار صبر کی تلقین کرتے رہے، عوامی اندازے کے مطابق یہ میانوالی کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا پورا دن ضلع بھر میں فضا سوگوار رہی، خانقاہ سراجیہ میں دن بھر بادل چھائے رہے اور ٹھنڈی ہوانے عجب سرور پیدا کر دیا تھا، خانقاہ سراجیہ کے رہائشی، لوگوں کو ٹھنڈا پانی پیش کرتے رہے، کسی بھی ناخوشگوار واقعہ سے نمٹنے کے لئے انتظامیہ کی بھاری نفری موجود تھی۔" (روزنامہ اسلام ۷/مئی ۲۰۱۰ء)

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فارسی اور صرف ونحو کی کتب اپنے شیخ و مربی مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ سے پڑھیں۔ درجہ وسطیٰ تک دارالعلوم عزیزیہ، بھیرہ میں تعلیم پائی۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (ہندوستان) میں مشکوٰۃ شریف، جلالین، ہدایہ، مقامات حریری اور دوسری کتابیں پڑھیں۔ جہاں مولانا مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد ادریس سکروڈھویؒ اور مولانا عبدالعزیز کیمبل پوریؒ جیسے گرامی قدر اساتذہ سے کسب فیض کا موقع نصیب ہوا۔ ۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث وتفسیر کی تکمیل فرمائی۔

اپنے شیخ و مربی حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کی رحلت کے بعد ۱۹۵۶ء میں خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپؒ نے اپنے شیوخ کے اس علمی وروحانی مرکز کو چار چاند لگا دیئے۔ بلا مبالغہ لاکھوں تشنگانِ علوم ومعرفت نے خانقاہ سراجیہ سے فیض پایا۔ نہ صرف پاکستان بلکہ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، بنگلہ دیش، برطانیہ، امریکا اور دیگر ممالک کے عقیدت مند تصوف کے چاروں سلسلوں میں بیعت کے لئے آپؒ سے رجوع کرتے تھے۔

۱۹۷۷ء میں حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ کے انتقال کے بعد آپؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چھٹے امیر منتخب ہوئے اور تادم واپسیں ساری زندگی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں بسر کی، دنیا بھر میں قادیانی فتنہ کے تعاقب کے لئے سرگرم رہے، آپؒ کے سنہری عہد امارت میں مجلس کو زبردست عروج نصیب ہوا اور قادیانیت کو ہر مقام پر ہزیمت اٹھانا پڑی۔ ختم نبوت کی تمام تحریکوں میں آپؒ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

حضرت خواجہ خان محمدؒ کی زیر سرپرستی ۱۹۸۴ء میں تحریک چلی اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس پاس ہوا، جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا، قادیانی مرکز ربوہ (موجودہ نام چناب نگر) جہاں کوئی مسلمان پر نہیں مار سکتا تھا وہاں ختم نبوت کے متوالوں کی آمد ورفت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مراکز ومدارس کا قیام، سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی داغ بیل، لندن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کا قیام، یہ سب حضرت امیر مرکزیہؒ کی مساعی جمیلہ اور دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا آغاز بھی حضرتؒ کے دور امارت میں وقوع پذیر ہوا، جہاں تمام یورپی ممالک کے مسلمان ہر سال جمع ہوتے ہیں اور منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اور ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لئے لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے، جب تک صحت بحال رہی حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ بنفس نفیس برمنگھم کانفرنس کی سرپرستی کے لئے پابندی سے تشریف لے جاتے رہے، گھنٹوں مسند صدارت پر تشریف فرما رہتے، نہایت توجہ سے مقررین کے خطابات سنتے اور آخر میں آپ کی پُرخلوص اور پُرنور دعا سے کانفرنس اختتام پذیر ہوتی۔

مولانا خواجہ خان محمد قدس سرہ نہ صرف علمائے دیوبند کا عظیم علمی سرمایہ تھے بلکہ اپنے مسلک کی تمام دینی جماعتوں اور اکثر مدارس کے سرپرست تھے، آپ کی شخصیت مرجع خلائق تھی، تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر جو بھی کام کرتا حضرتؒ اس کی سرپرستی اور اس سے تعاون فرماتے رہے۔

حضرتؒ کے وصال سے ملک ہی نہیں دنیا بھر کے دینی، علمی اور روحانی حلقے ویران ہوگئے اور عالم اسلام ایک عظیم روحانی راہنما سے محروم ہوگیا، جس کا خلا پُر نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی حسنات کو قبول فرما کر آخرت میں آپ کے درجات بلند فرمائیں، تمام پسماندگان، متعلقین اور مریدین کو اس عظیم صدمہ میں صبر جمیل عطا فرمائیں اور ہم سب کو حضرتؒ کے نقش قدم پر گامزن رہنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

مولانا محمد ازہر

قطب وقت، امام الاولیا، مخدوم الصلحا، زینت آرائے مسند ارشاد، سرخیل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس سرہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ۲۰ جمادی الاولی ۱۴۳۱ھ بروز بدھ مغرب اور عشاء کے درمیان سیال کلینک ملتان میں اس جہان آب وگل سے منہ موڑ کر معبود حقیقی سے جاملے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ و کل شئی عندہ باجل مسمی.

اس عارضی قیام گاہ سے ہر متنفس نے عالم آخرت کی طرف رخت سفر باندھنا اور اپنا دفتر عمل لے کر مالک حقیقی کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے، جہاں دنیوی مفاخر ومناصب، عظمت وتمکنت اور عزت وثروت کی کوئی حیثیت نہیں، وہاں عقیدۂ توحید ورسالت، بندگی وخاکساری اور اخلاص وتقویٰ ہی کام آئیں گے۔ کسی ایسی ہستی کے بارے میں قلم اٹھانا جو میراث نبوت سے سرفراز اور بے شمار خصائص کی حامل ہو اور جس سے اللہ رب العزت نے اپنے دین کا غیر معمولی کام لیا ہو، نہایت مشکل مرحلہ ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ ایسی جامع الصفات شخصیت کے مالک تھے جو بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ انہوں نے نقشبندی بزرگوں کے مسلک ومزاج کے مطابق کم وبیش پون صدی خاموشی واخلاص کے ساتھ خلق خدا کو فیضیاب فرمایا۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ قطب زمان حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ (متوفی ۱۳۷۵ھ) کے فیض یافتہ، خلیفہ اجل اور جانشین تھے۔ مولانا لدھیانویؒ قیوم زمان حضرت مولانا خواجہ ابو السعد احمد خان نوراللہ مرقدہ (م۱۳۶۰ھ) کے تربیت یافتہ تھے جبکہ مولانا احمد خانؒ شریعت وطریقت کے آفتاب عالم تاب حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ سراج الدین دامانیؒ (۱۳۳۳ھ) کے خلیفہ وجانشین تھے۔ یہ تمام بزرگ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں نہایت قوی النسبت اور رفیع المرتبت تھے۔ حضرت خواجہؒ کے شیخ ومرشد مولانا عبداللہ لدھیانویؒ آپؒ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

جو امانتیں اور خزانے میرے شیخ سیدی قیوم زماں حضرت اعلیٰ مولانا خواجہ احمد خان نوراللہ مرقدہ نے مجھے عنایت فرمائے تھے، وہ سارے کے سارے میں نے مولانا خان محمد صاحب کے سپرد کر دیئے ہیں، جبکہ آپؒ کے شیخ الشیخ حضرت خواجہ احمد خانؒ نے اپنی زندگی میں بطور پیش گوئی فرمایا تھا کہ اس خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی گدی پر میرا ہم نام گدی نشین ہوگا، اس پر میرا فیض خاص ہوگا اور وہ امام وقت ہوگا، اسے دنیا دیکھے گی، چہاردانگ عالم میں اس کا شہرہ ہوگا، پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ ریتلی زمین سرسبز وشاداب ہوگی، اس کے دور میں خانقاہ سراجیہ شریف بام عروج پر ہوگی اور اس کا شہرہ برصغیر ہی نہیں بلکہ ہفت اقلیم میں ہوگا، اس کے اور میرے نام میں ''الف'' اور ''میم'' کا فرق ہوگا۔''

حقیقت یہ ہے کہ یہ الہامی کلمات سو فیصد درست ثابت ہوئے اور حضرت خواجہ خان محمدؒ افق ولایت پر ایسے آفتاب کی طرح چمکے جس کی روشنی میں پورا عالم مستفید ہوا اور جس کی حرارت نے ہزاروں لاکھوں قلوب کو عشق حقیقی کی تپش سے گرما دیا۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کی شہرت اگرچہ ایک سجادہ نشین اور پیر طریقت کے طور پر تھی لیکن آپ عمیق الرائے اور دقیق النظر عالم وفقیہ بھی تھے۔ آپؒ برصغیر کی سب سے معروف ومقبول دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مراد آبادیؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ اور حضرت مولانا اعزاز علیؒ جیسے اساطین علم کے شاگرد تھے، ان حضرات سے آپ نے دورۂ حدیث شریف کے اسباق پڑھے جبکہ مشکوٰۃ شریف، تفسیر جلالین، ہدایہ، مقامات حریری اور دیگر اسباق ڈابھیل میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا سید بدر عالمؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس سکروڈھویؒ سے پڑھیں، فراغت کے بعد آپ نے کچھ عرصہ تدریس کی، جن طلبا کو آپ سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی، ان کا کہنا ہے کہ طلبا پر آپ کی توجہ کرامت سے کم نہ تھی، جو الفاظ آپ کی زبان سے نکلتے وہ دماغ میں ایسے پیوست ہو جاتے تھے گویا کتاب سامنے ہے، بعدازاں خانقاہ کی مصروفیات کی وجہ سے آپ اسباق جاری نہ رکھ سکے۔

حضرت والا کو قیام پاکستان سے پہلے ڈابھیل

میں محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ (م ۱۹۷۷ء) سے شرف تلمذ حاصل رہا۔ قیام پاکستان کے بعد خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ کے سجادہ نشین کی حیثیت سے آپ کی باطنی و روحانی خدمات کا شہرہ تمام علمی و دینی حلقوں میں پھیل گیا، جیسا کہ عام طور پر اساتذہ کو اپنے تمام شاگردوں کا پورا پورا تعارف نہیں ہوتا، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ بھی کندیاں شریف کے دور افتادہ علاقہ میں ایک صاحب اسرار شریعت و واقف و رموز طریقت کی شہرت سن کر زیارت و استفادہ کی غرض سے تشریف لائے۔ اتفاق سے حضرت والا ان دنوں صوبہ سرحد کے سفر پر تھے، حضرت بنوریؒ طویل سفر طے کر کے آپ کی خدمت میں موضع درویش میں پہنچے اور کہا کہ: ''آپ کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔''

حضرت خواجہ صاحب نے کسی تکلف کے بغیر عرض کیا کہ: ''حضرت! میں تو آپ کا شاگرد ہوں، مجھے حکم فرمایا ہوتا، میں خود حاضر ہو جاتا، آپ کو زحمت نہ اٹھانا پڑتی۔'' حضرت بنوریؒ نے فرمایا: آپ میرے شاگرد کیسے ہیں؟ عرض کیا کہ ڈابھیل میں آپ سے سبعہ معلقہ وغیرہ کے اسباق پڑھے ہیں، حضرت بنوریؒ اس صاف گوئی پر بہت خوش ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کا بیان ہے کہ: جب مجلس برخاست ہوئی تو حجرے سے نکلتے وقت حضرت بنوری نور اللہ مرقدہ نے آگے بڑھ کر جلدی سے میرے جوتے اٹھانے بڑی کوشش کی اور عرض بھی کیا کہ حضرت! میں تو آپ کا شاگرد ہوں ایسا نہ کریں، فرمایا: ''آپ اس کے مستحق ہیں، میں یہ سن کر بوجہ ادب خاموش ہو رہا۔''

یہ واقعہ حضرت بنوریؒ کی غایت درجہ تواضع و بے نفسی کے ساتھ ان کی جوہر شناسی اور حق شناسی کی بھی بین دلیل ہے۔ حضرت خواجہ خانصاحبؒ حضرت بنوریؒ سے استاذ کی حیثیت سے تاحیات انتہائی ادب و احترام سے پیش آتے رہے، جبکہ حضرت بنوریؒ انہیں شاگرد کی بجائے شیخ طریقت کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران حضرت بنوریؒ فیصل آباد، حضرت مفتی زین العابدینؒ کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ حضرت علامہ بنوریؒ کی زیارت کے لئے مفتی صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت علامہ بنوریؒ نے اٹھ کر آپ کا استقبال فرمایا۔ اس مجلس میں خواجہ صاحبؒ، حضرت بنوریؒ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے رہے۔ حضرت بنوریؒ نے فرمایا: آپ ایسے نہ بیٹھیں لیکن حضرت خواجہ صاحبؒ اختتام مجلس تک اسی مودبانہ ہیئت پر رہے۔ مجلس برخاست ہوئی تو حضرت خواجہ صاحب نے حضرت علامہ بنوریؒ کے جوتے اٹھا کر ان کے سامنے رکھے، سچ ہے ولی را ولی می شناسد۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر کے لئے حضرت علامہ بنوریؒ ہی نے حضرت خواجہ صاحبؒ کا نام پیش فرمایا تھا بلکہ یہ شرط عائد کی تھی کہ میں امارت کا عہدہ صرف اسی صورت میں قبول کروں گا جب نائب امیر میرا نامزد کردہ ہوگا۔

تمام اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ حضرت والا خطیب و مقرر یا واعظ نہ تھے جبکہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران کا دن رات کا مشغلہ ہی خطابت و تقاریر ہیں لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کہ مجلس نے عالمی سطح پر فتنہ قادیانیت کے تعاقب و استیصال کا جتنا کام حضرت والا کے دور نیابت اور پھر دور امارت میں کیا ہے، اس کی نظیر نہیں ملتی۔

آج حضرت والا کی رحلت پر چار سو صف ماتم بچھی ہے، آسمان و زمین نوحہ کناں ہیں، انسانیت کا پرچم سرنگوں ہے، ذکر کی مجلسیں ویران ہیں، تصوف و سلوک کے حلقے اداس ہیں، جس ہستی کو دیکھ کر افسردہ دلوں میں بہار آجاتی تھی، وہ ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہوگئی:

اک آسرا تھا دیدہ کا باقی، سو مٹ گیا
سنتے ہیں بند روزن دیوار کر دیا

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں

اجتماعی قرآن خوانی ودعا

چناب نگر .... ۲۳/ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ بعد از نماز فجر جامع مسجد ختم نبوت واقع مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں قطب الارشاد، ولی کامل، خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لئے اجتماعی قرآن خوانی کی گئی، جس میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر اور مدرسہ کے درجہ کتب و شعبہ حفظ کے جمیع اساتذہ کرام اور تمام طلباء و دیگر نمازی حضرات شریک تھے۔ اختتام تلاوت پر مولانا غلام رسول دین پوری نے حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی مدت امارت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں حضرت کی خدمات جلیلہ مختصر انداز میں بیان کیں اور دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی جملہ خدمات و مساعی جمیلہ کو شرف قبول بخشیں اور حضرت کے درجات کو بلند فرمائیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے طفیل اپنی شایان شان حضرت کو بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

بحرمۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

خواجہ خواجگان حضرت مولانا

خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

حافظ فیاض حسن سجاد

مختصر حالات زندگی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ 1920ء میں عالم امکاں میں جلوہ افروز ہوئے، مولد موضع ڈنگ ضلع میانوالی ہے سلسلہ نسب اس طرح ہے: ''حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ ولد ملک خواجہ عمر ولد ملک مرزا صاحب ولد ملک غلام محمد صاحبؒ قوم تلوکر راجپوت۔''

آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ عمر رحمہ اللہ اعلیٰ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ کے چچا زاد بھائی تھے بہت متورع اور خدا ترس انسان تھے۔ امام الاولیاء حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت تھے۔ آپ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہے۔

حضرت خواجہؒ کا دستور تھا کہ موسم گرما میں جب موسیٰ زئی شریف سے سون سیکسر تشریف لے جاتے تو اثناء سفر چند روز دریا خان قیام فرماتے تا کہ مضافات میں بسنے والے مریدوں اور عقیدتمندوں کو استفادہ کا موقع مل سکے اس طرح حضرت خواجہؒ کو بھی تلقین ذکر میں سہولت میسر آتی۔ سون سیکسر سے واپسی پر بھی دریا خان چند روز ٹھہرنے کا معمول تھا۔ حضرت خواجہ عمرؒ دریا خان میں بارہا حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ حضرت خواجہؒ کے حال پر بہت شفقت و عنایت فرماتے اور محبت کے ساتھ انہیں ''نکا مُرید'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ عمر رحمۃ اللہ ایک اچھے خاصے زمیندار تھے کاشت کاری کے لئے کافی زمین تھی چشمہ بیراج کی تعمیر کے بعد زمین کا معتدبہ رقبہ واپڈا کالونی اور بیراج کی نذر ہوگیا جس سے سخت دقت کا سامنا کرنا پڑا اب بقیہ زمین زیر کاشت ہے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے جن میں سے دو کا انتقال ہوگیا۔

ابتدائی تعلیم: جب خواجہ خان محمد ذرا سن شعور کو پہنچے تو لوئر مڈل اسکول کھولہ میں داخل کرا دیئے گئے۔ یہاں چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ پھر حضرت اعلیٰ مولانا ابوالسعد احمد خان قدس سرہ نے ایک مرتبہ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ عمرؒ سے فرمایا کہ آپ کے پاس تین چیزیں ایسی ہیں کہ میرے پاس اس قسم کی ایک بھی نہیں۔ آپ ان میں سے ایک مجھے دے دیں۔ اتفاق کی بات کہ ان ایام میں لنگر کی شیر دار بھینس خشک ہوچکی تھی اور حضرت خواجہ عمرؒ کے پاس تین شیر دار بھینسیں تھیں، چنانچہ ان کا خیال اس طرف مبذول ہوا کہ اعلیٰ حضرت اپنے لنگر کے درویشوں کے لئے ایک بھینس طلب فرما رہے ہیں، لہٰذا اس خیال کے پیش نظر فرمایا کہ آپ میری تینوں شیر دار بھینسیں لے لیں۔ اس پر حضرت اعلیٰ نے مسکرا کر فرمایا: ''خواجہ عمرؒ! ہمیں کسی بھینس کی احتیاج نہیں اپنا ایک فرزند ہمیں دے دو'' حضرت خواجہ عمرؒ نے جواب دیا کہ آپ جونسا لڑکا پسند فرمائیں وہ آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت کے ارشاد کے بموجب حضرت خواجہ خان محمد صاحب کو اسکول کی تعلیم سے اٹھا کر آپ کی خدمت میں خانقاہ شریف بھیج دیا گیا گویا آپ حضرت اعلیٰ قدس سرہ کی مراد تھے، جنہیں حضرت کی نگاہ حقیقت شناس نے سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔

خانقاہ شریف آنے کے بعد سب سے پہلے آپ نے مولانا سیّد عبداللطیف شاہ صاحب سے قرآن عزیز پڑھا۔ پھر فارسی نظم و نثر اور علم صرف و نحو کی کتابیں حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ سے پڑھیں۔ اس کے بعد دار العلوم عزیزیہ بھیرہ میں داخل ہوکر متوسطات عربیہ کی تحصیل کی۔ پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (انڈیا) تشریف لے گئے اور وہاں مشکوٰۃ' جلالین' ہدایہ' مقامات حریری اور دیگر کتب پڑھیں' جامعہ مذکورہ میں درج ذیل اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ صدر المدارسین حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب امروہیؒ' حضرت مولانا بدر عالم صاحبؒ' حضرت مولانا سیّد محمد یوسف صاحب بنوریؒ، حضرت مولانا محمد ادریس صاحبؒ سکروڈھوی، حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کیمبل پوریؒ' حدیث و تفسیر کی تکمیل کے لئے 1362ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مالٹا میں نظر بند تھے لہٰذا مولانا اعزاز علی صاحبؒ اور دیگر اساتذہ کرام سے دورہ حدیث پڑھا جب خانقاہ سراجیہ واپس لوٹے تو معقول و منقول کے جامع اور علم و ادب میں کامل تھے۔ علوم دینیہ سے سیراب ہونے کے بعد اب زمین قلب تزکیہ باطن کے لئے ہموار تھی ہر چند کہ عرفان الٰہی کی منزل قریب تر نظر آرہی تھی تاہم ہنوز سفر باقی تھا، آپ کو باطنی علوم اور مقامات قرب کی تحصیل کا شوق دامنگیر ہوا۔ آپ نے حضرت مولانا

عبداللہ لدھیانوی قدس سرہ کی خدمت میں کنز الہدایات، مکاتیب حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ مکتوبات معصومیہ اور ہدایۃ الطالبین سبقاً سبقاً پڑھیں مکتوبات امام ربانی تین مرتبہ پڑھے۔

پھر خانقاہ شریف کی فضا میں جو اتباع سنت خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمور تھی، آپ کے فکر و نظر کی نشوونما کی معرفت الٰہی کا یہ گل سرسبد بہار آفرین ثابت ہوا جس کی عطر آمیزی سے طالبان حق اپنے دامن مراد کو ہمیشہ ہمیشہ بھرتے رہیں گے۔ مدرسہ سعدیہ خانقاہ شریف میں جہاں دیگر فارغ التحصیل اساتذہ متعین تھے آپ طلباء کو گلستان، بوستان، منیۃ المصلی، قدوری، اصول الشاشی اور دیگر کتب پڑھایا کرتے تھے۔

ایک روز حافظ ظفر احمد صاحبؒ نے جو مظفر گڑھ کے رہنے والے تھے حضرت ثانیؒ (حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ) سے عرض کیا کہ میں بعض کتب حضرت مولانا خان محمد صاحب قبلہ سے پڑھنا چاہتا ہوں، اس پر حضرت ثانیؒ نے فرمایا کہ وہ عدیم الفرصت ہیں ان سے علم حاصل کرنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے، وہ یہ کہ کتاب لے کر ان کے پیچھے لگے رہو۔ جہاں انہیں فراغت ملے، سبق پڑھ لو، ایک روز حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ گھوڑے پر سوار ہوکر کندیاں سے خانقاہ شریف پہنچے۔ سورج غروب ہو چکا تھا، آپ نے گھوڑے کو تھان پر باندھا اور نماز مغرب ایک کمرے میں ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ حافظ محمد ظفر صاحب کتاب لئے بیٹھے ہیں، پوچھا: کیا کام ہے؟ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ سبق پڑھنا چاہتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا: ”سبق پڑھنے کا یہ کون سا وقت ہے؟“ بایں ہمہ انہیں چند اسباق پڑھائے تو مطمئن ہو گئے۔

آپ کے اس دور تدریس کے قدیم تلامذہ میں سے مولانا عبداللہ خالد صاحب ہیں جو اس وقت مرکزی جامع مسجد مانسہرہ میں خطیب ہیں۔ جب سن بلوغت کو پہنچے تو حضرت اعلیٰ نے اپنی صاحبزادی کی شادی آپ سے کر دی گویا فیضان باطن کے ساتھ ظاہری انعام و اکرام سے بھی نواز دیا۔ واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ و باطنۃ۔ اس شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادے عزیز احمد، خلیل احمد، رشید احمد اور ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ پہلی اہلیہ محترمہ کے ارتحال کے بعد تجرد کا ارادہ فرمایا تھا مگر ارادت مندوں کے اصرار پر نکاح ثانی فرمایا۔ دوسری اہلیہ سے صاحبزادہ سعید احمد اور صاحبزادہ نجیب احمد متولد ہوئے۔

آپ سالہا سال حضرت اعلیٰ کی خدمت میں رہے۔ خانقاہ شریف کے تینوں کمرے مہمان خانہ، تسبیح خانہ اور کتب خانہ کے تعمیرات میں حصہ لیا۔ حضرت اعلیٰ کے تمام خانگی امور کی انجام دہی آپ کے سپرد تھی۔ گھوڑیوں اور دیگر مویشیوں کی دیکھ بھال، ان کے لئے چارہ کی فراہمی، سابقہ خدمات پر مستزاد تھی۔ آپ نے اپنی زندگی درویشوں اور زائرین بارگاہ کی خاطر مدارات کے لئے وقف کر رکھی تھی۔

حضرت اعلیٰ کے وصال کے بعد مسلسل چندرہ سال حضرت ثانیؒ (مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ) کی خدمت اقدس میں رہے، فطرت الٰہیہ نے آپ کو ہر دو اکابر مجددیہ سے فیض یاب ہونے کی سعادت عطا فرمائی جس سے ترویج و تکمیل طریقہ کی تمام شاہراہیں آپ پر کشادہ ہو گئیں اس طرح اللہ رب العزت نے آپ کی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کو اجاگر فرمایا تاکہ آپ وسیع پیمانے پر طالبان حق کی تربیت کر سکیں اور انہیں وصول الی اللہ کے تمام مقامات طے کرا سکیں۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت نے زور پکڑا تو امت مسلمہ کے ہر فرد و بشر نے جذب و مستی سے سرشار ہو کر اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جان نثاران حضرت ختمی مرتبت، فدایان ناموس رسالت، عاشقان رحمۃ للعالمین، علمبرداران پیغام آخریں دریائے خوں سے گزر کر تاریخ امت میں ایک نئے باب کا اضافہ کر رہے تھے اور اپنی جان سپاری سے روایات عشق و محبت کو دوام

خانیوال میں سہ روزہ ردِ قادیانیت کورس

خانیوال (عبدالستار گورمانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد المینار میں ۲۳ تا ۲۵/ اپریل کو تین روزہ رد قادیانیت کورس منعقد ہوا۔ جس کی نگرانی مقامی امیر مجلس مولانا خواجہ پیر عبدالماجد صدیقی نے کی، جبکہ کورس کو کامیاب کرنے کے لئے مقامی ناظم اعلیٰ مولانا عطاء المنعم نعیم، ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی نے شہر اور مضافات میں بھرپور محنت کی۔ ۲۳/ اپریل کو مغرب سے عشاء تک عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیا۔ ۲۴/ اپریل رفع و نزول مسیح علیہ السلام از قرآن و حدیث کے عنوان پر مولانا شجاع آبادی نے لیکچر دیا۔ علامات مسیح کا مرزا قادیانی سے تقابل نے عجیب سماں پیدا کیا۔ ۲۵/ اپریل مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ، دجل و فریب، شکوک و شبہات اور کذب مرزا قادیانی پر لیکچر دیا اور مرزا قادیانی کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا۔ مولانا شجاع آبادی نے اوصاف نبوت بیان کئے اور مرزا قادیانی سے تقابل کیا تو مرزا قادیانی میں ایک علامت بھی نہیں پائی گئی۔ مولانا نے کہا کہ مرزا قادیانی اپنے تمام دعاوی میں جھوٹا اور مکار تھا۔ انہوں نے دلائل کے ساتھ امام مہدی علیہ الرضوان کے ورود، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے ظہور پر احادیث کی روشنی میں تفصیلی گفتگو کی۔ تین روز تک جامع مسجد المینار میں مغرب سے عشاء تک خوب رونق رہی۔ سبق کے بعد سوال و جواب کی نشستیں بھی منعقد ہوئیں۔ کورس کے آخر میں شرکائے کورس میں مجلس کا لٹریچر تقسیم کیا گیا اور کورس حضرت خواجہ پیر عبدالماجد صدیقی صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

بخش رہے تھے۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

اس سلسلے میں علماء کرام کی گرفتاریاں شروع ہوئیں حضرت قبلہ خان محمد صاحب، حضرت ثانیؒ کے ارشاد سے میانوالی تشریف لے گئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔

چنانچہ آپ 5 اپریل 1953ء کو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہونے کے بعد میانوالی جیل بھیج دیے گئے اور 25 اپریل 1953ء کو میانوالی سے سینٹرل جیل لاہور منتقل کردیے گئے 28 اپریل 1953ء کو بورسٹل جیل جانا پڑا۔ جہاں پھر ارباب بست وکشاد نے 11 اگست کو سینٹرل جیل منتقل کردیا۔

حضرت ثانیؒ نے ایک بار قاضی شمس الدین صاحبؒ سے بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا میں نظر بند تھے۔ تو معارف قرآن حکیم پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر چند صفحات لکھنے کے بعد اسے ترک کردیا۔ استفسار پر فرمایا کہ میں نے کتاب کی بجائے ایک آدمی (حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ) پر محنت شروع کردی ہے تاکہ خلق خدا کی ہدایت کے لئے ایک چلتا پھرتا نسخہ تیار ہوجائے حضرت اقدس نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں بھی ایک آدمی تیار کررہا ہوں۔ بعد ازاں قرائن سے پتہ چلا کہ وہ آدمی حضرت خان محمد صاحبؒ تھے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

حضرت ثانیؒ کا وصال نقشبندیہ مجددیہ کے اس مرکز فیض کے لئے ایک عظیم المیہ تھا، مگر تائید الٰہی نے طالبان حق کی دستگیری کی چنانچہ تمام حضرات نے جو حضرت ثانیؒ کے وصال پر خانقاہ شریف میں موجود تھے اور جن میں حکیم چن پیر صاحب، مفتی عطا محمد صاحب، حکیم سیفی صاحب جیسے بزرگ بھی شامل تھے، حضرت قبلہؒ کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کرلی بعد میں تمام مخلص مرید اس سلک تابدار سے وابستہ ہوگئے۔ بعض ایسے تھے کہ جنہوں نے حضرت اقدس کے بعد تجدید بیعت کے بارے میں تامل کیا مگر انہیں خواب میں حضرت ثانیؒ کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ "مجھ میں اور خان محمد کوئی فرق نہیں، لہٰذا اب حضرت خان محمد صاحب سے تجدید بیعت کرنے کے بعد ہی فیضان مجددیہ کا حصول ممکن ہے" اس حکم کے بعد وہ آپ سے منسلک ہوگئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے اس سلسلہ پاک کے فیوض و برکات کو جاری رکھا۔ حضرت قاری محمد سعید احمد رحمہ اللہ نے جو حافظ قبرستان خانقاہ شریف میں مدفون ہیں، بیان کیا کہ انہیں خواب میں حضرت اعلیٰ قدس سرہ کی زیارت ہوئی اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر تربیت باطن چاہتے ہو تو خانقاہ شریف جاکر حضرت خان محمد صاحب سے رابطہ قائم کرو، چنانچہ انہوں نے بموجب ارشاد عمل کیا۔

حضرت قبلہ کی سجادہ نشینی کے سلسلہ میں حافظ ریاض احمد شیرانی خازن روزنامہ جنگ راولپنڈی کا بیان نہایت ایمان افروز ہے انہوں نے حضرت ثانی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد 1965ء میں خواب دیکھا کہ وہ بیت اللہ شریف میں باب ملتزم کے سامنے کھڑے ہیں خلق خدا کا بے پناہ ہجوم ہے، بے شمار علماء کرام کا اجتماع ہے جن میں بعض آپ کے متوسلین بھی ہیں یہ ندا آرہی ہے کہ حضور تشریف لانے والے ہیں اور آپ امام وقت کا اعلان فرمائیں گے۔ دریں اثناء بیت اللہ شریف کا دروازہ ایک دم آواز کے ساتھ کھلا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ اپنے جانشین حضرت قبلہ خان محمد صاحب کا بازو تھامے ہوئے نمودار ہوئے اور تمام حاضرین کرام سے فرمایا کہ تم سب اس امام وقت کے مرید ہو۔ اس کے بعد اپنے سر مبارک سے دستار اتار کر مولانا خان محمد صاحبؒ کے سر پر رکھ دی۔ چنانچہ حضرتؒ قبلہ نے سب کو کلمہ شہادت اور استغفار پڑھا کر داخل سلسلہ کیا۔ ذکر خفی کی تلقین فرمائی۔ پھر وہیں کھڑے کھڑے حضرت اقدس رحمۃ اللہ نے اذان دی۔ تکبیر اقامت کہی اور حضرت قبلہ خان محمد صاحبؒ نے تمام حضرات کو نماز پڑھائی۔

حضرت قبلہ نے اس امر کو شدت سے محسوس کیا کہ ملت اسلامیہ کا احیاء اور اس کی فلاح و بہبود اسلامی تعلیمات کے فروغ میں مضمر ہے جب تک فرزندان توحید کے قلوب اسلام کے مذہبی وثقافتی سرمایہ سے بہرہ ور نہ ہوں گے تبلیغ دین کا صحیح مقصد پورا نہ ہوسکے گا۔ لہٰذا آپ نے دینی علوم کی ترویج واشاعت کے عظیم مقصد کو اپنا نصب العین بنایا۔ وہی نصب العین جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے افکار ونظریات کی روح رواں تھا اور جسے بعد میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے زندہ رکھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان اکابر کی فیض رسانی سے کفر و الحاد کی ظلمتیں چھٹ گئیں اور برصغیر میں افراد امت اسلام کی شوکت وعظمت سے روشناس ہوئے۔

آپ نے مختلف عربی مدارس کی سرپرستی فرمائی جن مدارس کے ارباب نظم ونسق شکستہ خاطر تھے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور جو تعاون چاہتے تھے ان کی معاونت فرمائی۔ اس وقت متعدد مدارس عربیہ قرآن وحدیث فقہ وتفسیر اور دیگر علوم وفنون کی ترویج واشاعت کا فریضہ آپ کی سرپرستی میں انجام دے رہے تھے۔ ان میں خصوصی طور پر قابل ذکر مدارس حسب ذیل ہیں:

دارالعلوم کبیر والا، مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی، مدرسہ فرقانیہ راولپنڈی، مدرسہ عثمانیہ ورکشاپی محلہ راولپنڈی، مدرسہ سراجیہ فورٹ عباس، دارالعلوم مجددیہ مائی شریف، مدرسہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ ضلع میانوالی۔

اس کے علاوہ آپ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی مجلس عاملہ کے ممبر بھی تھے۔

☆☆.........☆☆

گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں

حضرت سیّد نفیس شاہ الحسینیؒ

دل زخم زخم لوگو! کوئی ہے، جسے دکھائیں
کوئی ہم نفس نہیں ہے، غم جاں کسے سنائیں

یکایک جو چھا گئی ہیں، غم و درد کی گھٹائیں
گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں

اٹھا سائبان شفقت، بڑی تیز دھوپ دیکھی
نہیں دور دور چھاؤں، کہاں اپنا سر چھپائیں

رہ زندگی کی مونس، انہیں محسنوں کی یادیں
شب زیست کے ستارے، وہ خلوص کی دعائیں

وہ رفاقتوں کی راتیں، وہ ہر اک سے دل کی باتیں
گئے دور کے وہ قصے، ہمیں یاد کیوں نہ آئیں

وہ شجاعتوں کے پالے، بڑے صبر و شکر والے
وہی حوصلے حسینؓ، وہی زیدؓ کی ادائیں

وہ خوشا نصیب، قرآں کی حسیں حسیں نگارش
زہے وہ صریر خامہ، کہ ملک بھی جھوم جائیں

دم مرگ تھی تسلی، سر قبر ہے تجلی
ہوں مدام عنبر افشاں، یہاں خلد کی ہوائیں

ہو نصیب جامِ کوثر، یہ نفیسؔ کی دعا ہے
مگر اک حسیں تمنا کہ حضورؐ خود پلائیں

اسلامی اخوت اور شیطانی تدابیر

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے بعد امت مسلمہ کے حق میں سب سے بڑی نعمت اتفاق واتحاد ہے، اور سب سے بڑا عذاب ان کا باہمی انتشار وافتراق ہے، قرآن کریم، مسلمانوں کو گروہ بندیوں کا حکم نہیں دیتا، بلکہ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور انہیں حق تعالیٰ کا یہ انعام یاد دلاتا ہے کہ دیکھو! تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، اللہ نے تم پر احسان فرمایا کہ تمہارے دلوں کو جوڑ دیا (آل عمران:۱۰۳)۔ اور مسلمانوں کو یہ بھی فہمائش کرتا ہے کہ رسول کی اطاعت کو لازم پکڑو، اور اختلاف پیدا نہ کرو، ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، تمہارا رعب و دبدبہ جاتا رہے گا اور تم دشمنوں کی نظر میں ذلیل وخوار اور بے قیمت ہو جاؤ گے۔ (الانفال:۴۶)

قرآن کریم مسلمانوں کے اختلاف مٹانے کی تدبیر بھی بتاتا ہے اور اس کے لئے یہ کلیہ تجویز کرتا ہے کہ اگر تمہارے درمیان کسی مسئلہ میں نظریاتی اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے سب اس کے فیصلے پر راضی ہو جاؤ (الشوریٰ:۱۰) اور اپنے تنازعہ کو نمٹانے کے لئے اسے خدا اور رسول کی عدالتﷺ میں پیش کرو (النساء:۵۹) پھر خدا تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جو فیصلہ بھی سامنے آئے اس پر سر تسلیم خم کر دو۔ (النساء:۶۵)

دو مسلمانوں کے درمیان اگر ذاتی اور نجی امور میں باہمی رنجش پیدا ہو جائے تو قرآن کریم اسلامی برادری کو حکم دیتا ہے کہ عدل وتقویٰ کے تقاضوں کو ٹھیک ٹھیک ملحوظ رکھتے ہوئے دو روٹھے ہوئے بھائیوں کے درمیان صلح صفائی کرا دو۔ (الحجرات:۱۰) اور اگر خدانخواستہ یہ رنجش گروہی جنگ کی شکل اختیار کر لے، اور اہل ایمان کی دو پارٹیاں آپس میں آمادۂ پیکار ہو جائیں تو قرآن کریم اسلامی معاشرہ پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ وہ رنگ ونسل، قوم ووطن، قبیلہ وبرادری کے تمام تعلقات سے بالاتر ہو کر یہ دیکھے کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے؟ اور زیادتی کس کی طرف سے ہو رہی ہے، پس جو فریق زیادتی پر اتر آئے اس سے پورے معاشرے کو نمٹنا چاہئے، اور جب تک وہ اپنی زیادتی کو چھوڑ کر حکم الٰہی کے آگے جھکنے پر آمادہ نہ ہو اس سے مسلمانوں کی صلح نہیں ہونی چاہئے۔ (الحجرات:۹)

قرآن کریم نے ان اسباب وذرائع کی بھی نشاندہی کی ہے جن کے ذریعہ شیطان مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا ہے، اور جو ان کے انتشار وافتراق کے لئے زمین ہموار کرتے ہیں، ان میں سب سے پہلی چیز اسلامی اخوت کے رشتہ کا کمزور پڑ جانا اور مسلمانوں کا خدا ورسول کی اطاعت سے روگردانی کرنا ہے۔ جب اسلام کی عظمت وتقدس کا لحاظ نہ رہے تو ظاہر ہے کہ اسلامی اخوت واسلامی اتحاد کا احترام بھی اٹھ جاتا ہے، اس صورت میں مسلمان آپس میں دست وگریبان ہونے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کریں گے۔

دوسری چیز جو اسلامی اخوت کی روح کو کچل دیتی ہے وہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے بدگمانی ہے، اسی لئے قرآن کریم نے بدگمانی سے احتراز کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ جس بدگمانی کا صحیح منشا موجود نہ ہو وہ گناہ ہے، حدیث پاک میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”بدگمانی سے احتراز کیا کرو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔“

تیسری بات جو بدگمانی سے جنم لیتی ہے وہ غیبت اور بہتان ہے۔ جب ایک شخص کو دوسرے شخص سے سوء ظن ہو جاتا ہے تو اظہار نفرت کے لئے اس کی برائیوں کی داستان بڑے مزے لے کر بیان کرتا ہے، ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کی پس پشت برائی کرنا غیبت کہلاتا ہے۔ اور یہ قرآن کریم کی نظر میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے، غیبت ایسا خبیث گناہ ہے کہ بڑے بڑے پرہیزگار لوگ اس میں نہ صرف مبتلا ہو جاتے ہیں بلکہ اس کو اچھی چیز سمجھنے لگتے ہیں، کیونکہ دوسرے کی برائیاں بیان کرنے میں نفس کو لذت ملتی ہے، اور وہ ایسے زہر کو میٹھی گولی سمجھ کر شوق سے کھاتا ہے اسی بنا پر حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ”غیبت زنا سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔“ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ زنا سے سنگین جرم کیوں ہے؟ فرمایا: بدکار بدکاری کرتا ہے تو اسے برا سمجھ کر کرتا ہے اور کرنے کے بعد اس پر پشیمان ہوتا ہے، اس سے توبہ کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے، مگر غیبت کرنے والے کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ کوئی گناہ کر رہا ہے۔ اس لئے اس کبیرہ گناہ سے توبہ کرنے کی

بھی اسے توفیق نہیں ہوتی۔"

چوتھی چیز غلط خبروں کی اشاعت ہے جب آدمی کو کسی سے نفرت ہوجائے تو بسا اوقات وہ صرف غیبت ہی پر اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ افسانہ طرازی بھی شروع کر دیتا ہے اور محض اپنے قیاس اور اندازے کو تخیلات میں ڈھال کر واقعہ بنالیتا ہے۔ اور کبھی اصل بات کچھ اور ہوتی ہے مگر اس میں رنگ آمیزی اور حاشیہ آرائی کر کے اسے کچھ کا کچھ بنالیا جاتا ہے۔ یہ حرکت بہت سے کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔ جھوٹ، بہتان، غیبت، کسی مسلمان کی دل آزاری و رسوائی جیسے سب گناہ اس میں سمٹ آتے ہیں اس لئے قرآن کریم نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ جب انہیں کسی مسلمان کے بارے میں کوئی خبر ملے تو اس پر بغیر تحقیق کے نہ تو یقین کیا کریں، اور نہ اس پر اپنے کسی رد عمل کا اظہار کریں، قرآن کریم ایسی خبریں اڑانے والوں کو "فاسق" کہہ کر انہیں ناقابل اعتبار قرار دیتا ہے۔

پھر جب ایسی خبریں عام طور پر ایک دوسرے کے خلاف شائع ہونے لگتی ہیں تو طرفین میں عداوت کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی جو قوت کفر کے مقابلہ میں خرچ کرنی چاہیے تھی وہ آپس کی گنا چینی میں صرف ہونے لگتی ہے، ہر فریق دوسرے فریق کو نیچا دکھانے کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں خرچ کر دیتا ہے اس طرح مسلمانوں کی قوت، ان کا وقت، ان کا مال، انکی دماغی و جسمانی صلاحیتیں آپس کی سر پھٹول کی نذر ہونے لگتی ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن اطمینان کا سانس لیتے ہیں اور انہیں مسلمانوں سے مقابلہ و مقاومت کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہ جاتا۔

یہ ہے وہ سب سے بڑا عذاب جس سے اسلامی معاشرہ دوچار ہے۔

شیطان نے مسلمانوں کو لڑانے کے لئے جو بے شمار ذرائع ایجاد کئے ہیں ان میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں۔ جن کی قباحت کی طرف کسی کی نظر ہی نہیں جاتی، وہ اس کے لئے کبھی مذہبی میدان ہموار کرتا ہے اور چند سرپھروں کو نئے نئے شوشے چھوڑنے پر اکساتا ہے، کبھی اس کے لئے سیاسی میدان تیار کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو مختلف ٹکڑیوں میں بانٹ کر سیاسی دنگل میں اتار دیتا ہے۔ کبھی قوم و وطن اور قبیلہ و برادری کا بت تراش کر چند سامریوں کو اس کا سرپرست بنادیتا ہے، اور وہ اسلامی اخوت کے تمام رشتے کاٹ پھینکتے ہیں، کبھی طبقاتی کشمکش برپا کر کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون سے عداوت و دشمنی کی پیاس بجھانے کی تدبیر بتاتا ہے۔ اور یہ ساری چیزیں اسلامی معاشرے کو جہنم کا نمونہ بنادیتی ہیں، بدقسمتی سے آج ہمارے گردوپیش یہی شیطانی الاؤ روشن ہیں اور مسلمان اس کا ایندھن بنتے جارہے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ اہل اسلام کو اسلامی اخوت کے رشتہ میں منسلک رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور تمام شیطانی تدابیر سے انہیں محفوظ رکھے۔ ☆☆

دنیا کی محبت کا مرض

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اندر مختلف امراض باطنی پائے جاتے ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تمام امراض کی جڑ صرف اور صرف ایک ہے اور وہ ہے دنیا کی محبت۔ دنیا کی محبت ایک بنیادی مرض ہے، لہٰذا اس کا علاج سب سے پہلے کر لینا چاہئے اور علاج کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہر بیماری کا علاج الگ الگ ہونا چاہئے۔ لیکن اس علاج میں وقت بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے اور دقتیں بھی پیش آتی ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تمام بیماریوں کی جڑ تلاش کی جائے کہ وہ کیا چیز ہے، جس کی وجہ سے بیماریاں لاحق ہوگئیں، جب اصل جڑ کا علاج کیا جائے گا تو تمام بیماریاں خود بخود دور ہوجائیں گی اور یہی ایک کلی علاج ہے، لہٰذا دنیا کی محبت کا علاج پہلے کر لینا چاہئے۔

فرمایا: دنیا کی محبت تمام امراض کی جڑ اس لئے ہے کہ جس آدمی میں دنیا کی محبت رچ گئی ہو، اس سے آخرت کی تیاری کا اہتمام ہی نہیں ہوتا اور نہ معاصی سے بچتا ہے اور نہ نیک اعمال کو کوئی حیثیت دیتا ہے، تکبر، حسد، بغض، شہرت اور ریاکاری وغیرہ اسی دنیا کے لئے کئے جاتے ہیں۔

فرمایا: ایمان کے مراتب مختلف ہیں، ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی طبیب نے مریض کو نسخہ لکھ دیا اور استعمال کا طریقہ بھی بتادیا، مگر مریض نے پورا نسخہ استعمال نہیں کیا بلکہ آدھا نسخہ استعمال کیا، جس کی وجہ سے مریض کو آدھا نفع ہوا، اگر پورا نسخہ استعمال کرتا تو پورا نفع حاصل ہوتا، اسی طرح آخرت پر ایمان لانا دو طرح کا ہے، ایک ہے ناقص تصدیق، صرف آخرت پر تصدیق کر لی جائے اس کے لئے کوئی اہتمام نہ کیا جائے، اس تصدیق میں جہنم کے دائمی عذاب سے نجات ممکن تو ہے مگر مکمل نجات نہیں مل سکتی، اس تصدیق کے ساتھ معاصی جمع ہو سکتے ہیں، دوسرا درجہ کامل تصدیق کا ہے، اس درجہ میں معاصی جمع نہیں ہو سکتے، جس مسلمان کو یہ درجہ حاصل ہوجائے اس سے معاصی سرزد نہیں ہوں گے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھنے کے مراتب مختلف ہیں، کامل سچا سمجھنے والا وہ ہے جس پر اثر کامل مرتب ہو کہ تمام گناہ چھوٹ جائیں اور دوسرا درجہ ناقص تصدیق کا ہے کہ کچھ معاصی چھوٹ جائیں اور کچھ باقی رہیں۔ (الاطمینان بالدنیا)

مولانا محمد عرفان، کراچی

نماز کا مسنون طریقہ

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جب مصلی پر کھڑے ہوں:

☆...... نماز شروع کرنے سے پہلے مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ دربار خداوندی میں حاضر ہونے کا تصور کریں اور دنیوی وساوس اور خیالات ذہن سے نکال دیں۔ (مجمع الانہر ۱/۹۱)

☆...... چہرہ اور سینہ قبلہ کی طرف کرلیں۔ (درمختار ۲/۱۰۸)

☆...... سیدھے کھڑے ہوں' سر یا کمر جھکا کر نہ رکھیں۔ (شامی ۲/۱۳۱)

☆...... پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ رکھنے کا اہتمام کریں' ان کا رخ دائیں بائیں نہ ہو۔ (مستفاد: حلبی کبیر ۳۱۵)

☆...... دونوں پیر ملا کر نہ رکھیں بلکہ ان کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ (شامی ۲/۱۳۱' طحاوی علی المراقی ۱۴۳)

☆...... ہر مسلمان پر ہر وقت اپنے ٹخنے کھلے رکھنا لازم ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹخنے ڈھکنے والوں کے بارے میں سخت وعید ارشاد فرمائی ہے' اس لئے نماز میں بطور خاص ٹخنے کھلے رکھنے کا اہتمام رکھیں۔ (بخاری ۲/۸۶۱)

☆...... جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں تو صف سیدھی رکھنے کا اہتمام کریں' اس کی آسان شکل یہ ہے کہ سب نمازی اپنی ایڑیاں صف کے کنارے پر رکھ لیں اور ٹخنے سیدھ میں کرلیں۔ (شامی ۲/۱۳۱)

☆...... صفوں کے درمیان خلا کو پر کرلیں' اس کی مسنون شکل یہ ہے کہ ہر نمازی اپنا بازو دوسرے نمازی کے بازو سے ملا کر کھڑا ہو۔ (درمختار ۲/۳۱۰)

☆...... نمازی کی ہیئت اور لباس باوقار ہونا چاہئے' ننگے سر نماز پڑھنا' کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا' یا حقارت آمیز کپڑے پہن کر نماز پڑھنا بارگاہ خداوندی کے آداب کے خلاف ہے۔ (درمختار ۲/۴۰۷)

جب نماز شروع کریں:

☆...... نماز شروع کرتے وقت دل میں ارادہ کریں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں' بہتر ہے کہ دل کے استحضار کے ساتھ زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لیں' لیکن زبان سے نیت کرنا لازم اور ضروری نہیں ہے۔ (درمختار ۲/۹۱'۹۴)

☆...... اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں' اور انگوٹھے کان کی لو کے بالمقابل آجائیں۔ (درمختار ۲/۱۸۳' طحاوی علی المراقی ۱۳۹)

☆ پھر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لیں اور درمیان کی تین انگلیاں سیدھی کر کے اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ (شامی ۲/۱۸۷)

☆...... خواتین دوپٹہ کے اندر سے صرف کندھے تک ہاتھ اٹھائیں اور پھر اپنے سینے پر دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کے اوپر رکھ دیں مرد کی طرح حلقہ نہ بنائیں۔ (شامی ۲/۱۸۸' درمختار ۲/۱۸۲)

قیام کی حالت:

☆...... تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھیں' جس کے الفاظ یہ ہیں: "سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک ولا الٰہ غیرک"۔ (درمختار ۲/۱۸۹)

☆...... ثناء کے بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھیں۔ (درمختار ۲/۱۹۰)

☆...... اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ (درمختار ۲/۱۹۱)

☆...... بسم اللہ کے بعد سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ اس کی ہر آیت الگ الگ سانس میں تلاوت کریں۔ (مستفاد: مسلم شریف ۱/۱۷)

☆...... پھر ہر نماز کے اعتبار سے جو سورۃ مستحب (یا جو سورۃ یاد ہو) اسے پڑھیں۔ (درمختار ۲/۱۹۴)

☆...... اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو ثناء پڑھنے کے بعد خاموش کھڑے رہیں' تعوذ وتسمیہ اور قرأت نہ کریں' خواہ نماز جہری ہو یا سری' اس لئے کہ امام کی قرأت مقتدیوں کی طرف سے بھی کافی ہے۔ (مجمع الانہر ۱/۹۵' درمختار ۲/۲۶۶)

☆...... جب امام ولا الضالین کہے تو سب مقتدی آہستہ آواز سے "آمین"

کہیں۔ (حلبی کبیر ۳۰۹، درمختار ۱/۱۹۵)

☆...... کھڑے ہوتے وقت بالکل پرسکون رہیں، جسم کو خواہ مخواہ حرکت نہ دیں، کھجلی کے تقاضے کو حتی الامکان برداشت کریں، ناگزیر صورت ہو تو صرف ایک ہاتھ کا بقدر ضرورت استعمال کریں، اس طرح ممکن حد تک جمائی کو روکنے کی کوشش کریں، نیز ایک پاؤں پر مکمل زور دے کر نہ کھڑے ہوں، بلکہ اعتدال کے ساتھ دونوں پیروں پر برابر وزن رکھیں۔ (شامی ۱/۳۱، مراقی الفلاح مع الطحاوی ۱۵۱)

☆...... قیام کی حالت میں نظریں سجدہ کی جگہ جمائے رکھے۔ (درمختار ۱/۱۷۵)

رکوع کی حالت میں:

☆...... قرأت ختم ہونے کے فوراً بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔ (درمختار ۱/۱۹۶)

☆...... رکوع میں اتنا جھکیں کہ کمر اور سر ایک سطح پر آجائیں۔ (درمختار ۱/۱۹۹)

☆...... رکوع کے دوران سر اور گردن درمیان میں رکھیں، نہ اتنا اوپر اٹھائیں کہ کمر سے اوپر ہو جائے اور نہ اتنا نیچے کریں کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے۔ (درمختار ۱/۱۹۷)

☆...... پاؤں بالکل سیدھے رکھیں ان کو خم نہ دیں۔ (شامی ۱/۱۹۷)

☆...... دونوں پیر برابر رکھیں، انگلیاں قبلہ رخ رکھیں اور دونوں پیروں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ رکھیں۔ (حلبی کبیر ۳۱۵، شامی ۱/۱۳۱)

☆...... ہاتھ کی انگلیاں کھول کر گھٹنے اچھی طرح سے پکڑلیں۔ (درمختار ۱/۱۹۹)

☆...... رکوع کی حالت میں بازو سیدھے رکھیں رانوں پر نہ ٹیکیں اور نہ کمان کی طرح خمیدہ کریں۔ (مراقی الفلاح ۱۵۴)

☆...... رکوع میں نظریں دونوں قدموں پر جمائے رہیں۔ (درمختار ۱/۱۷۵)

☆...... عورت رکوع میں صرف اس حد تک جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور وہ انگلیاں کھول کر گھٹنوں کو نہ پکڑے بلکہ صرف انگلیاں گھٹنوں پر رکھ لے۔ (شامی ۱/۱۹۷)

☆...... رکوع میں کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی العظیم" پڑھیں۔ (مراقی الفلاح ۱۵۴، درمختار ۱/۱۹۷)

قومہ کی حالت:

☆...... رکوع کے بعد "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہوجائیں، ذرا بھی جھکے نہ رہیں۔ (شامی ۱/۲۰۰، ۲۰۲)

☆...... اس کے بعد "ربنا لک الحمد" کہیں۔ (درمختار ۱/۲۰۱)

☆...... اگر مقتدی ہو تو "سمع اللہ لمن حمدہ" نہ کہے بلکہ صرف "ربنا لک الحمد" کہے۔ (درمختار ۱/۲۰۱)

☆...... قومہ کی حالت میں ہاتھ نہ باندھیں بلکہ اپنی حالت پر چھوڑے رکھیں۔ (حلبی کبیر ۳۲۰)

☆...... قومہ میں جلد بازی نہ کریں، بلکہ اتنی دیر ضرور کھڑے رہیں کہ تمام اعضاء اپنی اپنی جگہ پر ساکن ہو جائیں بسا اوقات اس میں جلد بازی کرنے سے نماز واجب الاعادہ ہو جاتی ہے۔ (طحاوی علی المراقی ۱۳۵، شامی ۱/۱۵۷، حلبی کبیر ۳۲۰)

سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ:

☆...... اس کے بعد "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں، جس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سر جھکانے کے بعد اولاً گھٹنے موڑ کر زمین پر رکھیں، اس کے بعد بتدریج سینے کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے پہلے ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، اس کے بعد ہتھیلیوں کے بیچ میں ناک اور پیشانی رکھ دیں۔ (شامی ۱/۲۰۲، مراقی الفلاح ۱۵۴)

☆...... مذکورہ ترتیب کے خلاف بلا عذر سجدہ میں جانا، مثلاً گھٹنے زمین پر ٹیکنے سے پہلے چہرہ اور سینہ آگے کو جھکا دینا (جیسا کہ عام لوگوں میں معمول ہے) ہاتھ زمین پر رکھنے سے پہلے پیشانی رکھ دینا وغیرہ یہ سب صورتیں صحیح طریقہ کے خلاف اور قابل ترک ہیں۔ (شامی ۱/۲۰۲)

سجدہ کی حالت:

☆...... سجدہ میں ہر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر اور قبلہ رخ رکھیں۔ (شامی ۱/۲۰۳)

☆...... دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کان کی لو کے بالمقابل رہنے چاہئیں۔ (شامی ۱/۲۰۳، حلبی کبیر ۳۲۱)

☆...... مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں کہنیاں زمین یا رانوں پر ٹیکنا صحیح نہیں ہے، ہمیشہ کہنیاں اوپر اٹھا کر رکھیں۔ (درمختار ۱/۲۱۰)

تاہم جماعت سے نماز پڑھتے وقت دائیں بائیں کہنیاں اس طرح نہ نکالیں جس سے دیگر نمازیوں کو زحمت ہو۔

☆...... مرد نمازی سجدہ میں اپنی رانیں اور پیٹ الگ الگ رکھیں انہیں آپس میں نہ ملائیں۔ (درمختار ۱/۲۱۰)

☆...... عورتیں زمین سے بالکل چپٹ کر سجدہ کریں، نہ تو کہنیاں اوپر اٹھائیں اور نہ ہی رانیں پیٹ سے الگ کریں، بلکہ دونوں کو ملا کر سجدہ کریں اور پیروں کو بچھائے رہیں۔ (درمختار ۱/۲۱۱، عالمگیری ۱/۷۵)

☆...... سجدہ میں پیروں کی انگلیاں موڑ کر قبلہ رخ ہی رکھیں، پیروں کے سرے کو بلا عذر سیدھا زمین کی طرف رکھنا درست نہیں ہے۔ (درمختار ۱/۲۱۰)

☆...... سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھنا مسنون ہے، اس سے پہلے سجدہ سے سر نہ اٹھائیں۔ (درمختار ۱/۱۹۷)

☆…… سجدہ کے دوران نظریں اپنی ناک کے بانسوں پر رکھیں۔ (درمختار۲/۱۷۵)

☆…… اس کا خیال رکھیں کہ سجدہ کے دوران دونوں پیر زمین سے نہ اٹھے رہیں' ورنہ نماز فاسد ہوسکتی ہے۔ (فتح القدیر۱/۳۰۵)

دونوں سجدوں کے درمیان:

☆…… پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائیں۔

☆…… اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائیں پھر ہتھیلیاں۔ (درمختار مع الشامی۲/۲۰۳)

☆……اس کے بعد بایاں قدم بچھا کر اس پر دوزانو بیٹھ جائیں' جبکہ دایاں قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرلیں۔(درمختار۲/۲۱۶'حلبی کبیر۳۲۷)

☆…… دونوں پیر کھڑے کرکے ایڑیوں پر بیٹھنا بلاعذر صحیح نہیں ہے۔ (البحرالرائق۲/۲۲'شامی۲/۲۱۱)

☆…… اس وقت عورتوں کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں پیر بچھا کر دائیں طرف نکالیں اور بائیں پہلو پر بیٹھ جائیں۔ (حلبی کبیر۳۳۳'عالمگیری۱/۷۵)

☆…… بیٹھتے وقت نظریں اپنی گود پر رکھیں۔ (درمختار۲/۱۷۵)

☆…… بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں ان کو گھٹنوں پر نہ رکھیں۔ (درمختار۲/۲۱۶'حلبی کبیر۳۲۸)

دوسرا سجدہ:

☆…… جلسہ میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر اطمینان سے بیٹھنے کے بعد ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں چلے جائیں۔ (شامی۲/۲۱۶)

☆…… سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھیں' اس کے بعد ناک اور پیشانی رکھیں۔ (درمختار۲/۲۰۲)

☆…… سجدہ کی ہیئت وغیرہ میں وہی تفصیل ہے جو پہلے سجدہ میں بیان ہوئی۔

سجدہ سے قیام کی طرف:

☆…… جب سجدہ سے قیام کی طرف جائیں تو اولاً پیشانی زمین سے اٹھائیں' اس کے بعد ہتھیلیاں اور پھر گھٹنے۔ (درمختار۲/۲۰۳)

☆……اٹھتے وقت قدموں کے بل اٹھیں اور بلاعذر زمین کا سہارا لینے کی عادت نہ بنائیں' البتہ کوئی عذر ہو تو سہارے میں حرج نہیں۔ (شامی۲/۲۱۳'حلبی کبیر۳۲۳)

☆……کھڑے ہونے کے بعد اولاً بسم اللہ پڑھیں' اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور قرأت کریں' بعدازاں اسی طرح رکوع اور سجدے کریں جیسا کہ پہلے رکعت میں کیا ہے۔ (درمختار۲/۱۹۲)

قعدے کی حالت:

☆……دوسری رکعت مکمل کرنے کے بعد اس طرح دوزانو بیٹھ جائیں' جیسا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ لکھا گیا ہے۔(درمختار۲/۲۱۶) اور نظریں اپنی گود پر جمائے رکھیں۔(درمختار۲/۲۱۸)

☆……اس کے بعد ''التحیات'' پڑھیں۔ (درمختار۲/۲۱۸)

☆……التحیات میں جب ''اشہدان لا الہ'' پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کا حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی اس حد تک اٹھائیں کہ انگلی کا رخ قبلہ کی طرف ہی رہے' آسمان کی طرف رخ نہ ہو اور جب ''الا اللہ'' پر پہنچیں تو انگلی نیچی کرلیں۔ (شامی۲/۲۱۷)

☆……اور یہ حلقہ سلام پھیرنے تک برقرار رکھیں۔

☆……اگر پہلا قعدہ ہو تو التحیات پڑھتے ہی فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوجائیں بالکل تاخیر نہ کریں۔ (شامی۲/۲۲۰)

☆……اگر قعدۂ اخیرہ ہو تو التحیات کے بعد درود ابراہیمی پڑھیں' اس کے بعد کوئی دعائے ماثورہ پڑھیں۔ (درمختار۲/۲۲۲'۲۲۳)

سلام:

☆……نماز کے اختتام پر اولاً دائیں پھر بائیں سر گھماتے ہوئے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہیں۔ (درمختار۲/۲۳۰)

☆…… سلام پھیرتے وقت گردن اتنی موڑیں کہ پیچھے سے رخسار دکھائی دے جائے۔ (درمختار۲/۲۳۹)

☆…… چہرہ گھماتے وقت نظر کندھوں پر رکھیں۔ (درمختار۲/۱۷۵)

☆……سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں نماز میں شریک ملائکہ اور جنات و انسان سب کو سلام کرنے کی نیت کریں۔ (درمختار۲/۲۴۳)

☆…… اکیلے نماز پڑھنے والا صرف محافظ فرشتوں پر سلام کی نیت کرے۔ (درمختار۲/۲۴۶)

☆……بہتر ہے کہ دوسرے سلام کی آواز پہلے سلام سے پست ہو۔ (درمختار۲/۲۴۱)

نماز کے بعد:

☆……جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر ان میں اولاً تسبیحات فاطمی پڑھیں' یعنی ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ' ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اس کے بعد دعا کریں۔ (درمختار۲/۲۱۹)

☆……جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر' مغرب اور عشاء ان میں سلام پھیرتے ہی مختصر دعا کرکے سنتیں ادا کریں۔ نماز کے بعد کا وقت بھی دعا کے مقبول اوقات میں ہے' پھر سنتوں کے بعد تسبیحات فاطمی پڑھیں۔ (شامی بیروت۲/۲۱۸)

☆☆☆

ظلی و بروزی نبوت کا دعویدار

اسحاق اخرس

جناب نثار احمد خان فتحی صاحب

شمالی افریقہ کا رہنے والا تھا، ۱۳۵ھ میں جب ممالک اسلامیہ پر عباسی خلیفہ سفاح کا پرچم اقبال بلند تھا، اسحاق اصفہان میں ظاہر ہوا، اہل سیر نے اس کی خانہ ساز نبوت کی دکان آرائی کی کیفیت اس طرح لکھی ہے کہ اس نے پہلے تمام آسمانی کتابوں: توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی پھر تمام مروجہ علوم رسمیہ کی تکمیل کی، مختلف زبانیں سیکھیں اور مختلف قسم کی صناعیوں اور شعبدہ بازیوں میں مہارت حاصل کی اور ہر طرح سے مخلوق کو گمراہ کرنے کے سامان سے لیس ہو کر اصفہان آیا۔

پورے دس برس تک گونگا بنا رہا:

اصفہان آکر اس نے ایک عربی مدرسہ میں قیام کیا اور اپنے رہنے کے لئے ایک تنگ و تاریک حجرہ اختیار کیا اور اس میں دس برس تک خلوت نشین رہا اور اپنی زبان پر ایسی مہر سکوت لگائی کہ ہر شخص اسے گونگا یقین کرتا رہا، اس نے اپنی عدم گویائی اور جھوٹے گونگے پن کو دس سال کی طویل مدت تک اس خوبصورتی اور مہارت سے نبھایا کہ کسی کو یہ گمان بھی نہیں ہوا کہ یہ شخص جھوٹا اور بنا ہوا گونگا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا لقب ہی اخرس یعنی گونگا پڑ گیا۔ ہمیشہ اشاروں سے اظہار مدعا کیا کرتا تھا۔

دس برس کے بعد بولنے لگا اور مشہور کیا کہ خدا نے گویائی کے ساتھ نبوت بھی عطا کی ہے:

دس برس کی صبر آزما مدت گزارنے کے بعد اخرس اب اپنے منصوبے یعنی دعویٰ نبوت کے اعلان کی تدبیریں سوچنے لگا۔

آخر کار اس نے نہایت راز داری کے ساتھ ایک نفیس قسم کا روغن تیار کیا، اس روغن کی خاصیت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اسے اپنے چہرے پر مل لے تو اس درجہ حسن اور نورانیت پیدا ہو کہ شدت انوار سے کوئی اس کو دیکھنے کی بھی تاب نہ لا سکے۔

اس کے ساتھ اس نے دو رنگ دار شمعیں بھی تیار کیں اور پھر ایک رات جب سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں سو رہے تھے، اس نے کمال احتیاط سے وہ روغن اپنے چہرے پر ملا اور وہ شمعیں جلا کر اپنے سامنے رکھ دیں، ان کی روشنی میں اس کے منصوبے کے مطابق اس کے چہرے میں ایسی رعنائی اور چمک دمک پیدا ہوئی کہ آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں، یعنی وہ لوگوں کو یہ دھوکا دینا چاہتا تھا کہ دس سال کی مسلسل ریاضت اور مجاہدے کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور اس کے انوار و کیفیات اب اس کے چہرے سے نمایاں ہیں، چنانچہ اس نے یہ سب ڈھونگ رچا کر اس زور سے چیخنا شروع کیا کہ مدرسے کے تمام مکین جاگ اٹھے جب لوگ اس کے پاس دوڑ کے آنے لگے تو یہ اٹھ کر نماز میں مشغول ہو گیا اور ایسی پرسوز اور خوش گلو آواز سے قرآن کی تلاوت کرنے لگا کہ بڑے بڑے قاری جو وہاں موجود تھے عش عش کر اٹھے۔

مدرسہ کے اساتذہ، قاضی شہر، وزیر اعظم سب پر اسحاق کا جادو چل گیا:

جب مدرسے کے معلمین اور طلبا نے دیکھا کہ ایک مادرزاد گونگا باتیں کر رہا ہے اور قوت گویائی کے ساتھ ہی اسے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور فن قرأت اور تجوید کا کمال بھی بخشا گیا ہے اور چہرے سے ایسی نورانیت اور جلال ظاہر ہو رہا ہے کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی تو لوگ سخت حیرت زدہ ہوئے اور یہی سمجھے کہ اس شخص کو خدا کی طرف سے بزرگی اور ولایت عطا ہوئی ہے۔

صدر مدرس جو نہایت متقی مگر زمانے کی عیاریوں سے ناآشنا تھے، بڑی خوش اعتقادی سے طلبا سے مخاطب ہو کر بولے: کیا اچھا ہو اگر عمائد شہر بھی خداوند قدوس کے اس کرشمہ قدرت کا مشاہدہ کر سکیں، چنانچہ سب اہل مدرسہ نے صدر مدرس صاحب کی قیادت میں اس غرض سے شہر کا رخ کیا کہ شہر کے لوگوں کو بھی خدا کی اس قدرت کا جلوہ دکھائیں تاکہ ان کے ایمان تازہ ہوں۔

سب سے پہلے قاضی شہر کے مکان پر پہنچے، قاضی صاحب شور و پکار سن کر گھبرائے ہوئے گھر سے نکلے اور ماجرا دریافت کیا اور حیرت زدہ ہو کر سب مجمع کو لے کر وزیر اعظم کے در دولت پر جا کر دستک دینے لگے۔ وزیر باتدبیر نے سب حالات سن کر کہا ابھی رات کا وقت ہے، آپ لوگ جا کر آرام کریں صبح دیکھا جائے گا کہ ایسی بزرگ ہستی کے شایان شان کیا طریقہ مناسب ہوگا۔

غرض شہر میں ایک ادھم مچ گئی، باوجود ظلمت شب لوگ جوق در جوق مدرسے کی طرف رواں دواں تھے اور خوش اعتقادوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا،

قاضی صاحب شہر کے چند روسا کو لے کر اس بزرگ ہستی کا جمال مبارک دیکھنے کے لئے مدرسے میں آئے مگر دروازہ پر قفل لگا ہوا تھا۔

قاضی صاحب نے نیچے سے پکار کر کہا: یاحضرت! آپ کو اس خدائے ذوالجلال کی قسم جس نے آپ کو اس کرامت اور منصب جلیل پر فائز کیا، دروازہ کھولئے اور مشتاقان جمال کو اپنے شرف دیدار سے مشرف فرمایئے، یہ سن کر اسحاق بولا: اے قفل انہیں اندر آنے دے اور ساتھ ہی کسی حکمت عملی سے بغیر کنجی کے قفل کھل کر نیچے گر گیا اور اس کرامت کو دیکھ کر لوگوں کی خوش اعتقادی دو آتشہ ہوگئی۔

سب لوگ اسحاق کے سامنے سر جھکا کر مودب بیٹھ گئے، قاضی صاحب نے نہایت نیاز مندانہ لہجے میں عرض کیا: ”حضور والا! اس وقت سارا شہر آپ کا معتقد اور اس کرشمہ خداوندی پر حیران ہے، اگر حقیقت حال سے کچھ پردہ اٹھا دیا جائے تو بڑی نوازش ہوگی۔“

غلام احمد قادیانی کی طرح اسحاق کی ظلی اور بروزی نبوت:

اسحاق جو اس وقت کا بہت پہلے سے منتظر تھا اور جس کے لئے اس نے دس سال سے یہ سب محنت برداشت کی تھی، نہایت ریاکارانہ لہجے میں بولا کہ: چالیس روز پہلے ہی سے فیضان کے کچھ آثار نظر آرہے تھے پھر دن بدن الہام اور القائے ربانی کا تانتا بندھ گیا حتی کہ آج رات خداوند قدوس نے اپنے فضل مخصوص سے اس عاجز پر علم و عمل کے وہ اسرار منکشف فرمائے کہ مجھ سے پہلے لاکھوں رہروان منزل اس کے خیال اور تصور سے بھی محروم رہے، ان اسرار و رموز کا زبان پر لانا مذہب طریقت میں ممنوع ہے تاہم اتنا مختصر کہنے کا مجاز ہوں کہ آج رات دو فرشتے حوض کوثر کا پانی لے کر میرے پاس آئے اور مجھے غسل دے کر کہنے لگے: ”اسلام علیک یا نبی اللہ“ مجھے جواب میں تامل ہوا، میں گھبرایا کہ خدا جانے یہ کیا ابتلا اور آزمائش ہے تو ایک فرشتہ یوں گویا ہوا: ”یا نبی اللہ افتح فاک بسم اللہ ازلی“ (اے اللہ کے نبی بسم اللہ کہہ کر منہ کھولو) میں نے منہ کھولا تو فرشتے نے ایک سفید سی چیز میرے منہ میں رکھ دی جو شہد سے زیادہ شیریں، برف سے زیادہ ٹھنڈی اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھی، اس نعمت خداوندی کا حلق سے اترنا تھا کہ میری زبان کھل گئی اور پہلا کلمہ جو میرے منہ سے نکلا وہ تھا: ”اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ“ یہ سن کر فرشتوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تم بھی اللہ کے رسول ہو، میں نے کہا: ”میرے دوستو! تم یہ کیسی بات کہہ رہے ہو، میں شرم و ندامت سے ڈوبا جاتا ہوں، جناب باری تعالیٰ نے تو سیدنا محمد علیہ السلام کو خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اب میری نبوت کیا معنی رکھتی ہے؟“ فرشتوں نے کہا کہ یہ درست ہے مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت مستقل حیثیت رکھتی ہے اور تمہاری بالتبع ظلی و بروزی ہے (مرزا قادیانی نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا)۔

بغیر معجزات میں نے نبوت منظور نہیں کی تو مجھے معجزات بھی دیئے گئے:

اس کے بعد اسحاق نے حاضرین سے کہا کہ جب ملائکہ نے مجھے ظلی اور بروزی نبوت کا منصب تفویض کیا تو میں نے انکار کیا اور اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ”میرے لئے نبوت کا دعویٰ بہت سی مشکلات سے لبریز ہے کیونکہ معجزہ نہ رکھنے کی وجہ سے کوئی بھی میری تصدیق نہیں کرے گا۔“

فرشتوں نے کہا کہ وہ قادر مطلق جس نے تمہیں گونگا پیدا کرکے پھر بولتا کر دیا اور پھر فصاحت و بلاغت عطا فرمائی وہ خود لوگوں کے دلوں میں تمہاری تصدیق کا جذبہ پیدا کر دے گا، یہاں تک کہ زمین آسمان تمہاری تصدیق کے لئے کھڑے ہو جائیں

بہاولپور جیل کا قادیانی سپرنٹنڈنٹ اور اس کی سرگرمیاں

بہاولپور بوسٹل جیل کا موجودہ سپرنٹنڈنٹ میاں فہیم الدین قادیانی ہے اور قادیانیت کی تبلیغ میں بھرپور انداز سے مصروف عمل ہے، اس کی تبلیغ میں لالچ اور جبر دونوں طریقے شامل ہیں، ماتحت مسلمان ملازمین کو انتہائی اذیت پہنچاتا ہے، ان کی تنخواہ سے جبراً وصولی کرکے من پسندوں بھنگیوں کو دیتا ہے۔ ملازمین کے کھانا میں اپنا کھانا جھوٹا کرکے قصداً شامل کر دیتا ہے، قرآن کی تلاوت پر پابندی لگادی تھی، ملازمین نے احتجاج کرکے دوبارہ تلاوت کا معمول جاری کروالیا، اسمبلی میں اپنی جماعت قادیانیت کے لئے دعا اور مرزا قادیانی کے لئے خیر کے جملے استعمال کرتا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ ہاؤس خالی ہے، ایک ڈسپنسری میں مقیم ہے، جہاں پر وہ قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے، ایک ایک بندہ سے ملاقات کرتا ہے، باہر پولیس کا پہرہ ہوتا ہے، ایک مسلمان ملازم کو مرزائی بننے کا لالچ دے چکا ہے، ملازمین اس کی گواہی دیتے ہیں۔ ملازمین اس سے مرعوب ہیں، ملازمین کہتے ہیں کہ: ہم نے بات اوپر تک پہنچائی، لیکن ہماری شنوائی نہیں ہوتی، مجبور ہوکر مذہبی جماعتوں کی طرف رجوع کے لئے نکلے ہیں، ہم ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار ہیں، ہمیں کوئی اپنے ساتھ لے کر چلے۔ اس کا داماد اور بیوی جرمنی میں ہیں، کہتا ہے کہ جو قادیانی ہوگا رشتہ بھی دوں گا اور جرمنی بھی بھیج دوں گا۔ جیل ملازمین نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ میاں فہیم الدین جیل سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ سے الگ کیا جائے اور اس کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸-سی کے مطابق کارروائی کی جائے۔

ملازمین بوسٹل جیل، بہاولپور

گئے، لیکن میں نے ایسی خشک نبوت قبول کرنے سے انکار کردیا۔

جب میرا اصرار حد سے زیادہ بڑھ گیا تو فرشتے کہنے لگے: اچھا معجزات بھی لیجئے، جتنی آسمانی کتابیں انبیاء پر نازل ہوئی ہیں، تمہیں ان سب کا علم دیا گیا، اس کے علاوہ کئی قسم کی زبانیں اور رسم الخط بھی تمہیں دیئے گئے۔ (یاد رہے کہ یہ ساری زبانیں اور آسمانی کتابیں اسحاق اپنے منصوبے کے مطابق پہلے ہی پڑھ چکا تھا)۔

معجزے دے کر فرشتوں نے امتحان بھی لیا:

اس کے بعد فرشتے کہنے لگے، قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے جس ترتیب سے قرآن کا نزول ہوا تھا پڑھ کر سنا دیا۔ انجیل پڑھوائی وہ بھی سنادی پھر تورات، زبور اور دوسرے آسمانی صحیفے بھی پڑھوائے جو میں نے ان کے نزول کی ترتیب کے مطابق سنادیئے تمام کتب سماویہ کی قرأت سن کر فرشتوں نے اس کی تصدیق کی اور مجھ سے کہا: ”قم فانذر الناس“... اٹھو اور لوگوں کو غضب الٰہی سے ڈراؤ... یہ کہہ کر فرشتے غائب ہوگئے اور میں فوراً ذکر الٰہی میں مشغول ہوگیا۔

اسحاق مزید بولا: ”آج رات سے جن انوار وتجلیات کا میرے دل پر ہجوم ہے، زبان اس کی شرح سے قاصر ہے، یہ میری سرگزشت تھی، اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو شخص خدا پر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور میری ظلی و بروزی نبوت پر ایمان لایا اس نے نجات پائی اور جس نے میری نبوت کا انکار کیا، اس نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو بے کار کردیا، ایسا منکر ابدالآباد تک جہنم میں رہے گا۔“ (مرزا قادیانی کذاب کا بھی اپنے نبوت کے متعلق یہی قول ہے)۔

اسحاق کا عروج وزوال... آخر کار ہلاکت:

دنیا ہر قسم کے لوگوں سے بھری پڑی ہے اور عوام کا تو یہ معمول ہے کہ جونہی نفس امارہ کے کسی پجاری نے اپنے جھوٹے تقدس اور پاکبازی کی صدا لگائی غول کا غول انسانوں کا اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور مریدان خوش اعتقاد اپنی سادہ لوحی سے ایسے ایسے افسانے اور کرامتیں اپنے پیروں سے منسوب کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

اسحاق کی تقریر سن کر بھی بڑوں بڑوں کا پایہ ایمان ڈگمگا گیا اور ہزار ہا مخلوق اس کی نبوت پر ایمان لے آئی، جن لوگوں کا دل نور ایمان سے منور تھا اور جن کو ہر عمل شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا آتا تھا، انہوں نے لوگوں کو بہت سمجھایا کہ اسحاق اخرس کوئی نبی یا ولی نہیں بلکہ جھوٹا، کذاب، شعبدہ باز اور رہزن دین وایمان ہے، لیکن عقیدت مندوں کی خوش اعتقادی میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ جوں جوں علمائے حق انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ان کا جنون عقیدت اور زیادہ بڑھتا جاتا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اسحاق اخرس کے پاس اتنی قوت اور لوگوں کی تعداد ہوگئی کہ اس کے دل میں ملک گیری کی ہوس پیدا ہونے لگی، چنانچہ اس نے ایک بڑی تعداد اپنے عقیدت مندوں کی لے کر بصرہ، عمان اور اس کے قرب وجوار کے علاقوں پر دھاوا بول دیا اور عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور کے حاکموں کو بصرہ اور عمان وغیرہ سے بے دخل کرکے خود قابض ہوگیا۔

خلیفہ جعفر منصور کے لشکر سے اسحاق کے بڑے بڑے معرکے ہوئے آخر کار عساکر خلافت فتحیاب ہوئے اور اسحاق مارا گیا اور یوں وہ خود اور اس کی جھوٹی ظلی بروزی نبوت خاک میں مل گئی۔

☆☆..........☆☆

اٹھارویں ترمیم میں اسلامی شقوں کی برقراری اسلامیان پاکستان کی فتح ہے

ختم نبوت کانفرنس، بہاولپور میں علمائے کرام کے خطابات

بہاولپور (محمد اسحاق ساقی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد الصادق میں ۱۹/ اپریل بعد نماز عشاء عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا مفتی عطاء الرحمن نائب امیر مجلس نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مرکزی راہنماؤں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا، جمعیت علماء اسلام سندھ کے جنرل سیکریٹری مولانا سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، جمعیت اہل حدیث کے مرکزی راہنما مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ساہیوال، مجلس علماء اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد اسحاق ساقی سمیت کئی ایک علماء کرام نے خطاب کیا جبکہ حضور احمد عنصر، حافظ محمد حنیف نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے، جس پر غیر مشروط ایمان لائے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ قادیانی اس بنیادی عقیدہ پر شب خون مار کر مرزا دجال کی نبوت کو منوانا چاہتے ہیں، لیکن امت مسلمہ نے ان کے دجل وفریب کو نہ پہلے برداشت کیا ہے اور نہ آئندہ برداشت کریں گے۔

مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ کلیدی اسامیوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا، سزائے موت نافذ کی جائے۔

ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ مولانا سعید احمد جلالپوری کی ایف آئی آر کے مطابق نامزد قاتلوں کو گرفتار کرکے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے کہا کہ اٹھارویں ترمیم کی اسلامی شقوں کی برقراری اسلامیان پاکستان کی فتح ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم عقیدہ ختم نبوت اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے پارلیمنٹ اور ایوان بالا میں آواز بلند کرتے رہیں گے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

خطبۂ صدارت

ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد

9 مئی 2010ء بمقام مرکزی عیدگاہ ایبٹ آبادزیراہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد

حضرت مولاناصاحبزادہ عزیزاحمدصاحب

حضرات مہمانانِ ذی وقار، محترم علماءِ کرام،مشائخ عظام،مختلف دینی جماعتوں اور مسالک کے نمائندگانِ محترم۔ آج ہم یہاں مورخہ 9 مئی 2010ءاتوار کے دن، چناروں کے خوبصورت شہرایبٹ آباد کی مرکزی عیدگاہ میں ختم نبوت کانفرنس کے مقدس، مطہراور پاکیزہ نام پرجمع ہوئے ہیں،ہزارہ کے صدرمقام اس شہرکی شہرت پرامن اورمحبت کرنے والے باسیوں کی وجہ سے ملک عزیزکےطول وعرض میں عام ہے۔

محترم حضرات گرامی! تاریخی اعتبار سے ہزارہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت سیّداحمد شہیدؒاور حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اسی سرزمین پرسکھوں کے خلاف پرچم حق بلند کیا تھااوراسی مئی کے مہینے میں بالاکوٹ کی وادی میں شہادت کےعظیم رتبہ سے سرفراز ہوئے تھے۔

سرزمین ہزارہ نے دارالعلوم دیوبند کووہ سپوت عطا کیا جس نے اُس مادرعلمی میں اکتیس برس تک درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ جن کا نام نامی حضرت مولانا غلام رسول بفویؒ تھا۔ جن کے شاگردوں میں فخرالمحدثین حضرت علامہ سیّدمحمدانورشاہ کشمیریؒ، حضرت مولاناسیّدحسین احمدمدنیؒ اورحضرت مولاناشبیر احمد عثمانیؒ شامل ہیں۔

اسی سرزمین ہزارہ کی ایک اورقدآورشخصیت حضرت مولانا رسول خانؒ کی تھی جنہوں نے اکیس برس تک دارالعلوم دیوبندمیں اورپھرکئی اورمشہورتعلیمی اداروں میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا، ان کے شاگردوں میں حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانامحمد یوسف بنوریؒ، مفتی پاکستان حضرت مولانامفتی محمدشفیعؒ اورحضرت مولاناخیرمحمد جالندھریؒ جیسےلوگ شامل ہیں۔

اسی سرزمین سے تعلق رکھنے والے حضرت مولانا محمد اسحٰق ہزارویؒ نے انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی میں نمایاں کرداراداکیا جب کہ ان کے ہم نام حضرت مولانا محمد اسحٰق لودھیؒ نے تحریک پاکستان میں کلیدی کرداراداکیا۔

حضرات گرامی! امیرشریعت حضرت مولاناسیّد عطاءاللہ شاہ بخاریؒ کے رفقاء میں تین نمایاں شخصیات کا تعلق اسی سرزمین ہزارہ سے تھا۔حکیم عبدالسلامؒ، بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور عاشق صادق حضرت مولانا تاج محمودؒ نے احرار کی تحریکات ہائے آزادی اوربعدازاں ختم نبوت کی تحریکوں میں جو کرداراداکیاوہ ہمارے لیے سرمایہ افتخار ہے۔

محترم حاضرین کرام! گستاخان رسول کے خلاف بھی اہلیان ہزارہ کا کردار قابل رشک رہا ہے۔1933ءمیں کراچی کی ایک عدالت میں ایک گستاخ رسول نتھورام کوجہنم واصل کرنے کااعزازبھی ایک ہزارے وال کونصیب ہوا۔جس کی پاداش میں غازی عبدالقیومؒ شہادت کے منصب پرفائزہوئے۔اسی طرح 1938ءمانسہرہ میں غازی عبدالرحمٰن شہیدؒ نے ایک سکھ گستاخ رسول کوقتل کیااورپھانسی کی سزاپاکرامرہوئے۔

حضرات گرامی! دورحاضراورماضی قریب میں بھی ہزارہ کا علمی وقارقابل ذکررہاہے۔فقیہ عصر، شیخ الحدیث حضرت مولاناسرفراز خان صفدرؒ، حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ اورمولاناڈاکٹرعبدالرزاق سکندر مدظلہٗ کاتعلق اسی سرزمین ہزارہ سے ہے۔

محترم سامعین! عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اورفتنہ قادیانیت کے تعاقب میں بھی ہزارہ کے غیورعوام کا کردارآب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔قیام پاکستان کے بعد قادیانی قیادت نے ربوہ (موجودہ چناب نگر) میں اپناہیڈکوارٹرقائم کیاجہاں سے ان کی اسلام اورملک دشمن سرگرمیاں ہردورمیں ارباب اقتدارکا منہ چڑاتی رہتی ہیں۔قادیانی قیادت کادوسرانشانہ ایبٹ آباد میں ربوہ ثانی کا قیام تھا۔پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول سے متصل اس انتہائی حساس مقام کا انتخاب قادیانی عزائم اوران کے اکھنڈ بھارت کے ملک دشمن نظریے کاغماض تھا۔1965ءکی پاک بھارت جنگ میں جب پورے ملک میں بلیک آؤٹ رہتاتھاربوہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں بلیک آؤٹ کی صریحاًخلاف ورزی کی جاتی رہی۔ربوہ میں بلیک آؤٹ کی خلاف ورزی اس بات کابیّن ثبوت تھاکہ ربوہ کی روشنیاں بھارتی طیاروں کوسرگودہاکے ہوائی اڈے کامحل وقوع بتانے کے لیے تھیں۔سرگودہااندھیروں میں بھی دشمن کے نشانوں کا شکارہوتارہاجب کہ ربوہ فضامیں بکھری ہوئی روشنیوں کے باوجودمحفوظ رہا۔متعدد وارننگز کے بعدمجبوراًواپڈاکو ربوہ کی بجلی منقطع کرناپڑی تھی۔اس تناظرمیں ایبٹ آباد میں ربوہ ثانی کاقیام کس قدرتباہ کن ثابت ہوسکتاتھایہ

محب وطن اہل نظر سے پوشیدہ نہ تھا۔ 70 کی دہائی میں اس پر قادیانیوں نے زور وشور سے تعمیراتی کام کا آغاز کیا لیکن صد ہا آفرین کے قابل ہیں غیور اہلیانِ ایبٹ آباد جنہوں نے 1972ء میں ربوہ ثانی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر ارضِ پاک پر ایک احسانِ عظیم کیا۔ فیصلہ کن تحریک ختم نبوت 1974ء میں بھی اس شہر کا کردار مثالی رہا۔ 11 جون 1974ء کو تحریک ختم نبوت کے لیے ایک فقید المثال جلوس نکالا گیا یہ سرزمین ہزارہ کی تاریخ کا سب سے بڑا جلوس تھا اس جیسا جلوس تحریک آزادی کے دوران بھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ اس روز ایبٹ آباد کے گردونواح کے کئی مقامات ایسے تھے جہاں پر مساجد میں اذان دینے کے لئے کوئی بالغ مرد پیچھے نہیں رہا تھا۔ عقیدہ ختم نبوت سے اس قدر گہری وابستگی اس شہر کے باسیوں کی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

قابل صد احترام مہمانان گرامی! مرزائیت، ایک ملک دشمن سیاسی تحریک ہے اس کے مقاصد بھی سیاسی ہیں۔ ملک عزیز کی شہ رگ کشمیر کو دشمن کے ہاتھ دینے میں یہی طبقہ ملوث رہا ہے۔ گزشتہ دو دہائیوں میں ملک عزیز میں دہشت گردی اور فرقہ واریت کی جس لہر نے جنم لیا اور پروان چڑھی ہے اس کے پیچھے بھی قادیانی جماعت سرگرم عمل ہے۔ قادیانیت کسی مذہب اور عقیدہ کا نام نہیں ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کا دوسرا نام قادیانیت ہے۔ اس کا تعاقب اور سد باب بلاشبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہے۔ اسی فرض کی ادائیگی کے لیے ہم سب آج یہاں جمع ہیں۔

ختم نبوت کانفرنس میں شرکت ایک انتہائی مقبول عمل ہے۔ یہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہات کو متوجہ کرنا ہے۔ اور ملکی بقاء وسلامتی اور امن وخوشحالی کے لیے رب العزت کے حضور دامن طلب کو پھیلا دینا ہے۔ اس موقع پر جملہ علماء کرام سے اپیل کی جاتی ہے کہ ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کرتے رہیں اور مہینے کے کم از کم ایک جمعے کا بیان خالصتاً عقیدہ ختم نبوت کے لیے وقف کریں۔

حضرات گرامی! آج کے دن اس امر کا اظہار کئے بغیر چارہ نہیں کہ آج سے چار روز قبل یعنی 5 مئی 2010ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی سرپرستی میں اس کانفرنس نے منعقد ہونا تھا وہ انتقال فرما گئے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔

حضرات محترم! حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ نے اپنے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں 1973ء سے 1977ء تک چار سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نائب امیر اور پھر حضرت بنوریؒ کے وصال کے بعد 1977ء سے اس وقت تک مسلسل تینتیس (۳۳) سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ کے طور پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپؒ کے عہد امارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا کام چہار سو عالم میں وسعت پذیر ہوا۔ آپؒ کی امارت کا دور تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا سنہری باب ہے۔ آپؒ کی قیادت میں 1984ء کی تحریک ختم نبوت چلی۔ جس کے نتیجے میں قادیانیت کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس منظور ہوا۔ اس آرڈیننس کے جاری ہونے کے بعد قادیانی جماعت کے چوتھے گرو کو خود ساختہ جلاوطنی اختیار کرنی پڑی۔ اور آج بھی اس آرڈیننس ہی کی وجہ سے قادیانی جماعت کے پانچویں چیف گرو کو پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھنے کی جرأت نہیں ہو رہی۔ قادیانی جماعت کا مرکز ربوہ جس کا موجودہ نام چناب نگر ہے اس میں اہل اسلام کا داخلہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مراکز ومدارس کا قیام سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی داغ بیل، لندن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کا قیام، سالانہ ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کی بنیاد یہ سب حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے عہد امارت میں ہوا۔ آپؒ کا وجود اس دھرتی پر اللہ رب العزت کا انعام تھا ان کا وجود قادیانیت کے خلاف درہ عمرؓ کی ہیبت رکھتا تھا۔ آج وہ ہم میں موجود نہیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی چالیس سال کے بعد یہ پہلی کانفرنس ہے جو ان کی صدارت وسرپرستی کے بغیر منعقد ہو رہی ہے۔ ان کی جدائی کے صدمے سے ہم دوچار ہیں۔ ہم اس کانفرنس کو آپؒ کے ایصال ثواب کے لیے منعقد کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ اور اس موقع پر اللہ رب العزت کی توفیق اور عنایت سے اس عزم کا بھی اعادہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔

آج کے دن میں ہزارہ کے تمام علماءِ کرام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جن کی شبانہ روز محنتوں سے اس تاریخی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ ملک بھر سے تشریف لائے ہوئے مہمان علماءِ کرام، مشائخ عظام، مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر دور دراز کا سفر کر کے اس کانفرنس کو حقیقی معنوں میں تاریخی اور عظیم الشان بنا دیا ہے۔ میں ایبٹ آباد کی تاجر برادری کے لیے بھی دعا گو ہوں جنہوں نے اپنے بازاروں اور مارکیٹوں میں ختم نبوت کانفرنس کے خوبصورت بینرز آویزاں کر کے عشق رسالت کا عملی مظاہرہ کیا ہے۔ ہمیں اس کانفرنس کی بے مثال کامیابی کے لیے سکولز، کالجز اور مدارس عربیہ کے طلباء کی کاوشوں کا بھی اعتراف ہے اور دل ان کی گوناگوں رفعتوں کے لیے محو دعا ہے۔ آخر میں پروردگار عالم سے دعا ہے کہ ہمیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

مسئلہ ختم نبوت

ذکری فتنہ اور اس کا حل

مرسلہ: قاری محمد فاروق تونسوی

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

الحمدللہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین۔ اما بعد!

قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو لازمی اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو مثالی قرار دیا ہے۔ کلام الٰہی میں رسول ہاشمی کی اتباع اور قرآن پر عمل کی ہر مقام پر تاکید ملتی ہے۔ اشارتاً و کنایتاً بھی کسی آئندہ نئے نبی یا کتاب کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اب قرآن و حدیث امت کے لئے وہ مکمل آئینہ حیات ہے کہ جس سے اخذ کردہ فیصلہ کا انجام خیر ہی خیر ہے۔ باہمی نزاع کا بہترین حل اور دینی و دنیاوی حیات کے لئے جامع اور اکمل ضابطہ حیات ہے۔ خالق کائنات نے اس کی خود ضمانت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

”الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی ورضیت
لکم الاسلام دینا۔“ (المائدہ)

ارشاد خداوندی ہے:

”ومن یبتغ غیر الاسلام دینا
فلن یقبل منہ۔“ (آل عمران ۳)

وحدت ملی کے لئے رب العزت نے جو صورت اختیار فرمائی، اس کا خلاصہ قرآن حکیم یوں پیش کرتا ہے:

”اللّٰہ رب العالمین
(قرآن) ذکر للعالمین، (بیت اللہ) ھدًی للعالمین (محمد عربی) رحمۃ للعالمین۔“

خلاصہ یہ کہ تمام جہانوں کا رب ایک قرآن ایک قبلہ ایک اور رسول ایک، اس کے بعد بھی اگر تلاش دین کی پیاس نہیں بجھتی تو ارشاد ہوتا ہے:

”فبای حدیث بعدہ
یؤمنون۔“ (المرسلات)

یہودی امت کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر تھی، عیسائی قوم کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر تھی اور امت محمدیہ کی بنیاد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ہے۔ قیامت تک اس امت کی وحدت کا راز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں پنہاں ہے۔ آپؐ صرف نبی ہی نہیں بلکہ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم کے لفظ میں سارے فضائل و کمالات چھپے ہوئے ہیں، یعنی نبوت و رسالت کے جتنے کمالات بھی ہو سکتے تھے وہ سب لاکر رب العزت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں جمع کر دیئے اور انتہا ہوگئی اور آپؐ کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا۔

حقیقت بین نظروں سے دیکھا جائے تو ختم نبوت ایک شرف اور اس بات کا ایک بین ثبوت ہے کہ نوع انسانی سن بلوغ کو پہنچ گئی ہے اور اس میں یہ اہلیت آگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جامع و اکمل اور آخری پیغام کو باحسن الوجوہ قبول کرلے۔ تجربہ شاہد ہے کہ اس عقیدے نے انسان کے اندر خود اعتمادی کی روح پھونکی ہے اور اسے قلبی سکون حاصل ہوا کہ دین اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ چکا، جس کی پیروی پر دارین کی فوز و فلاح موقوف ہے۔

سنت الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو ختم کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کامل کر کے ختم کرتا ہے، اس لئے سلسلۂ نبوت کو بھی اس وقت ختم کیا جب وہ پورے کمال کو پہنچ گیا، یعنی ماضی و حال اور مستقبل کی کوئی بات ایسی باقی نہ رہی، جسے بیان نہ کیا گیا ہو۔

اب عقل سلیم یہی فیصلہ دے گی کہ جب ایک نبی کی دعوت سارے عالم کے لئے قرار پا چکی ہو، اس کی معرفت سے آنے والا پیغام یعنی قرآن مجید ہر طور سے محفوظ ہو چکا ہو اور اس نبی کی بے مثال تعلیم عام ہو چکی ہو، ذرائع اور وسائل نے عالمی برادری کو قریب سے قریب تر کر دیا ہو، تو پھر باب نبوت بند کیا جانا قرین مصلحت اور باعث رحمت ہے، اور نعمت خداوندی کے اتمام اور دین اسلام کے انتہائی عروج کی دلیل ہے، جس طرح آفتاب کی روشنی میں کوئی چراغ نہیں جلتا، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد نئی نبوت کے چراغوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ چشمۂ فیض سے جس قدر روشنی کی انسانیت کو ضرورت تھی، وہ پوری آب و تاب کے ساتھ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے آگئی، اس لئے اعلان خداوندی ہے:

”ماکان محمد ابا احد من
الرجالکم ولکن الرسول اللہ

وخاتم النبیین۔" (الاحزاب)

تقریباً ایک سو سے زائد آیات قرآنی، سینکڑوں احادیث نبویہ، امت محمدیہ کے سب سے پہلے اجماع اور ائمہ دین کی عبارات کی روشنی میں امت محمدیہ اس بات پر متفق اور متحد چلی آرہی ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ہر لحاظ سے ختم ہو چکا ہے اور آپؐ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا درحقیقت وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کا مدعی اور متمنی ہے کیونکہ امت محمدیہ کی بنیاد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر قائم ہے اور ختم نبوت تقدیر کائنات پر وہ مہر کامل ہے جس کی پاسبانی کا فریضہ اس امت کے سپرد کیا گیا ہے۔ ہم اپنے عمل سے، اپنے آنسوؤں سے، اپنی محبت کے چراغوں سے، اس کی پاسبانی کا حق ادا کرتے رہیں گے کیونکہ اس فریضہ کی ادائیگی سے اسلامی دنیا کا حسن و جمال اور وقار وابستہ ہے اور ختم نبوت کا عقیدہ دین اسلام اور ایمان کی روح ہے... اس سے وفا، یا غداری پورے اسلام سے وفا اور غداری کے مترادف ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ذکری مذہب کے عقائد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب کے پیروکار نہ صرف عقیدۂ ختم نبوت کے منکر ہیں بلکہ اسلام کے تمام بنیادی اصولوں سے منحرف ہیں، آج سے تقریباً چار سو سال قبل ملا اٹکی نے ایک خود ساختہ ذکری مذہب کو جنم دیا، بانی مذہب ملا محمد اٹکی نے عقیدۂ ختم نبوت سے انکار کرنے کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے تمام بنیادی ارکان، کلمہ، نماز، روزہ اور حج جیسے فرائض کو منسوخ قرار دے کر، ملت اسلامیہ سے بغاوت کرتے ہوئے کفر اور ارتداد کی نئی راہیں کھول کر مخلوق خدا کو گمراہ کیا۔

ذکری مذہب کی کتب بینی اور اوراق گردانی سے جو عقائد سامنے آتے ہیں ان کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

☆...... اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ ملا محمد اٹکی کو اپنے نور سے پیدا کیا اور اس کے نور سے پھر ساری کائنات کو پیدا کیا، تمام انبیاء، اولیاء اور دنیا کی دیگر جلیل القدر ہستیوں اور مقدس مقامات نے اٹکی کے نور سے فیض خصوصی پایا ہے۔

☆...... حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے، حضرت موسیٰ کو غرقابی سے اٹکی کے نور نے نجات دلائی اور فرشتوں نے جب اس کے نور کا جلوہ دیکھا تو ستر ہزار برس تک بے ہوش پڑے رہے، حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل نے اٹکی کی خصوصی زیارت سے قرب خداوندی حاصل کیا۔ لوح محفوظ میں تمام آسمانی صحائف اور کتب دنیا میں نزول سے قبل اٹکی کو دکھا کر اپنی کتاب منتخب کرنے کو کہا گیا، چنانچہ اٹکی نے تمام کتابوں سے چار مسائل اور قرآن مجید سے دس مسائل منتخب کر کے اپنی کتاب ترتیب دی، جس کا نام برہان ہے، یہی کتاب بعد میں وقت مقررہ پر اٹکی کے لئے برکھور پر نازل ہوئی، اٹکی کا جسمانی ظہور ۹۷۷ھ میں نواح اٹک میں ایک اونچی پہاڑی پر ہوا، اس کے بعد اٹکی نے ۳۲ سال تک سیر جہانی کے نام سے مختلف ممالک کی سیر کی، بعدازاں تربت میں واقع کوہ مراد پر آیا، سات یا دس سال اپنے رفقاء سمیت یہاں قیام کر کے چلہ کشی کی اور لوگوں سے بیعت لے کر ذکری مذہب کو پھیلایا، ایک دن آدھی رات کو جب سب لوگ سو رہے تھے، زیر زمین غوطہ لگا کر غائب ہو گیا، ذکری مذہب کہتا ہے کہ: "نور بود بعالم بالا رفت" اب خدا کے روبرو کرسی پر بیٹھ کر ذکری امت کی نگرانی کر رہا ہے اور کسی ذکری کو دوزخ میں نہیں جانے دے گا۔

☆...... ذکری عقائد کی رو سے ملا محمد اٹکی داعی الی اللہ، مہدی، رسول، نبی آخرالزمان، ختم الرسل، ختم الولایت، خدا کا امین، خلیفۃ الرحمٰن، صاحب کتاب، زندہ و جاوید، مکان زمان سے پاک، مرشد خلق، ہادی برحق، وجہ تخلیق کائنات، خدا کا معشوق اور نور مجسم ہے۔

☆...... نیز قرآن مجید میں جہاں بھی محمد کا نام اور آپ کی شان بیان ہوئی ہے، اس سے مراد ملا محمد اٹکی ہے، ذکری کلمہ "لا الہ الا اللہ نور پاک محمد مہدی رسول اللہ" ہے ذکری مذہب میں نماز منسوخ ہو چکی ہے، اس کی جگہ ذکر فرض ہے، نماز پنجگانہ، جمعہ و عیدین، پڑھنے والا گمراہ، بے دین اور کافر ہے، ہر بالغ ذکری مرد و عورت پر ذکر فرض ہے، مختلف اوقات میں مختلف انداز سے تقریباً چھ طرح کا ذکر کیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک کے روزے ذکری مذہب میں منسوخ ہیں، ان کی جگہ ماہ ذوالحجہ کے ابتدائی آٹھ روزے فرض ہیں۔ زکوٰۃ کی اسلامی شرح منسوخ اس کی جگہ عشر وغیرہ فرض ہے۔ ذکری مذہب میں زکوٰۃ کے کچھ ایسے شرمناک مسائل بھی ہیں جن کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے، حج کعبہ کو اٹکی نے منسوخ قرار دے کر اس کی جگہ اپنی امت کی آسانی کے لئے کوہ مراد کا حج فرض کیا ہے، جس کو اب ذکری زیارت بھی کہتے ہیں، مگر اس زیارت کی حیثیت اب بھی حج جیسی ہے، ذکری کوہ مراد کو بیت اللہ کا قائم مقام اور مقام محمود بھی تصور کرتے ہیں اور ہر سال ۲۷ رمضان المبارک کو یہاں جمع ہو کر نقلی حج کی رسومات ادا کرتے ہیں۔

☆...... ذکری مذہب کے ان کفریہ عقائد کے بعد کوئی بھی ذی شعور مسلمان، ذکریوں کو ان کے کفریہ عقائد کی رو سے مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کیونکہ ذکری عقائد و اعمال کا اسلام سے دور

کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ اسی بنا پر نصیر خان نوری مرحوم اور خان قلات نے اس گمراہ مذہب کے خلاف انتہائی قابل تقلید قدم اٹھا کر اس فتنے کی سرکوبی کے لئے جہاد کیا اور آج جس انداز سے ذکری شعائر اسلام کی توہین اور آئین پاکستان کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں وہ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج اور حکمرانوں کے منہ پر ایک طمانچہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور ستم ظریفی یہ کہ حکمران اس کفریہ یلغار کو فرقہ واریت کا نام دے کر علماء اسلام کو مطعون کرتے ہیں:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ذکری مسئلہ کے پرامن حل کے لئے ضروری ہے کہ تمام ذاتی اور سیاسی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر پرخلوص جدوجہد کی جائے اور وطن عزیز کی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر ساتھ چلانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

جس اسٹیج سے اس مسئلہ کے حل کے لئے مشترکہ آواز اٹھائی جائے کم از کم اس اسٹیج کو موجودہ اور مروجہ سیاست سے دور رکھا جائے، تاکہ ہر مکتبہ فکر کے لوگ بلاجھجک اس جدوجہد کو مذہبی فریضہ سمجھ کر شرکت کرسکیں، ہر سطح پر ذکریوں کا بائیکاٹ کرکے ان کو اپنے کفریہ عقائد کا احساس دلایا جائے۔

اسلامی نظریاتی کونسل، قومی اور صوبائی اداروں اور عوامی سطح پر ہر وہ پرامن انداز اپنایا جائے جو ماضی میں فتنہ قادیانیت کے حل کے لئے اپنایا گیا تھا۔

مذکورہ تجاویز کو اگر عملی شکل دے کر ملک گیر تحریک چلائی گئی تو انشاء اللہ اس مسئلہ کے حل میں حائل کوئی رکاوٹ دیرپا ثابت نہیں ہوگی اور کامیابی و کامرانی اہل اسلام کے لئے منتظر ثابت ہوگی۔

وما علینا الا البلاغ

محنت میں عظمت ہے

محمد عمیر شیخ، کراچی

ساٹھ کی دہائی میں وطن عزیز انتہائی برق رفتاری سے ترقی کر رہا تھا، اس حالت کو دیکھتے ہوئے بہت سے ممالک انگشت بدنداں تھے کہ یہ نومولود ریاست آگے جاکر ایک نمایاں مقام حاصل کرلے گی، اس ملک کا ہر باشندہ ایمان دار، محنتی اور ترقی کی منازل طے کرنے میں پیش پیش تھا، مگر اسے ہماری بدنصیبی کہئے یا پھر بے حسی کہ وہ قوم جو آسمان کی وسعتوں میں سفر کررہی تھی، آج زمین کی گہرائیوں میں اوندھے منہ گرتی جارہی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان اس وقت انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے، یہاں پر اس وقت ہر شخص مفاد پرستی اور خود غرضی کا عادی دکھائی دیتا ہے، صدر مملکت سے لے کر عام شہری اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتا ہے، صوبائی و لسانی تعصب اس قدر شدت اختیار کرگیا ہے کہ قومی سوچ اور انسانی عظمت ہمارے دلوں سے معدوم ہوچکی ہے، ہر شخص محنت سے جی چراتا ہے اور ایمان داری کا جنازہ نکال دیا گیا ہے، آج ہمارے ملک میں ایک ایسی فضا قائم ہوچکی ہے کہ اگر کوئی شخص محنت اور ایمان داری سے رزق حلال کمانا بھی چاہے تو اسے کمانے نہیں دیا جاتا، ایمان دار آدمی کو نوکری نہیں دی جاتی، محنتی شخص کی قدر نہیں کی جاتی، ماہرین اور باصلاحیت افراد بیرون ملک جانا پسند کرتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا اور اب ایسے کون سے اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں، جن کی بدولت لوگوں کو محنت اور ایمان داری کی طرف مائل کیا جاسکے؟

سب سے پہلے تو سرکاری اور نجی اداروں کو رشوت کا خاتمہ کرکے میرٹ کی بنیاد پر تقرری کرنا ہوگی، رشوت ہمارے تمام اداروں میں ایک لازمی عنصر کی صورت اختیار کرچکی ہے اور چھوٹی سے چھوٹی ملازمت بھی بغیر رشوت دیئے حاصل کرنا ایک خواب دکھائی دیتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ محنت نہیں کرتے، سچ تو یہ ہے کہ وہ اس قابل ہی نہیں ہوتے کہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوسکیں، نجی اداروں میں معاوضہ اور دیگر مراعات اس قدر کم ہوتی ہیں کہ ملازم جائز و ناجائز کا خیال رکھے بغیر رشوت اور دیگر ذرائع آمدنی تلاش کرتے ہیں۔

اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے اس ملک میں مذہب کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک اختیار کیا جارہا ہے اور کوشش کی جارہی ہے کہ لوگوں کو مذہب سے دور رکھا جاسکے، جس کی وجہ سے لوگوں کے اندر جذبۂ ایمان داری اور احساس ذمہ داری آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ استحصالی نظام اور طبقاتی تفریق اس قدر بڑھ چکی ہے کہ لسانی اور نسلی بنیادوں پر کھلے عام تقرریاں کی جارہی ہیں، اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں اور اپنی کھوئی ہوئی میراث حاصل کرنا چاہتے ہیں تو طبقاتی تفریق کا خاتمہ کرکے ایک قوم بننا ہوگا اور لوگوں کو ایسی تعلیم و تربیت فراہم کرنی ہوگی کہ وہ انسانی عظمت اور وقار کو ملحوظ رکھیں۔

ظلم و ناانصافی اور حق تلفی پر وہ ردعمل نظر نہیں آتا جو کسی جیتے جاگتے معاشرے کا ہوتا ہے، جو حکم اوپر سے آتا ہے بس اس کی تعمیل میں لگ جاتے ہیں، خواہ وہ حکم انسانیت کے لئے زہر قاتل ہو اور انسانوں کی تباہی کا موجب ہو۔

ہمیں ایک ایسی قومی سوچ، ملی جذبہ اور انسانی عظمت کو بیدار کرنا ہوگا جو ایک خالص جذبہ حب الوطنی کے ساتھ ساتھ ہمیں محنت اور ایمان داری کے راستے پر چلائے اور ہم ترقی یافتہ ملکوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرسکیں کیونکہ محنت میں عظمت ہے۔

Brands Icon Award 2008 given to Rooh Afza
کامیابی کا یہ قصّہ نیا نہیں
پھر بھی اتنا ہی تازہ...
اور اس سال Brands Icon Award 2008 اس قصے کا ایک تازہ ترین باب ہے
جو کہ پاکستان کے صرف سات منفرد برانڈز کو نوازا گیا ہے۔
ایک ایسے برانڈ کے لئے جس نے سو سال سے اپنے اعلیٰ معیار کو مسلسل برقرار رکھا ہوا ہے
روح افزا
Brands of the Year Award
2008
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان

قادیانی امریکہ کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں، محسن انسانیتؐ کی خاطر ہم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے

قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے: مولانا محمد اکرم طوفانی

ملک کے اہم اداروں میں قادیانی افسران بیٹھے ہیں، علماء کرام پر انتہا پسندی کے الزامات لگانے والے دراصل قادیانیوں کے حامی ہیں

ضمنی الیکشن میں قادیانیوں کو ٹکٹ دیا گیا تو بھرپور مخالفت کریں گے تونسہ میں پریس کانفرنس سے مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ودیگر علماء کرام کا خطاب

تونسہ شریف (نیوز رپورٹر) پاکستان ایک نظریاتی اسلامی مملکت ہے، یہاں پر قادیانیوں کو قادیانیت کا لٹریچر پھیلانے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے، جس طرح قانون کی خلاف ورزی جرم ہے اسی طرح قادیانیوں کی اسلام اور مسلم امہ کے خلاف ناپاک سازشیں بھی جرم ہیں، ہم قادیانیوں کے مذموم مقاصد کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں گے، قانون کی پاس داری کی طرح اسلامی قوانین اور اصولوں کی پاسداری کرنا بھی علماء کرام کے ساتھ ساتھ تمام مسلمانوں کا فرض ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تونسہ میں پریس کانفرنس اور تحصیل بھر کے علماء کرام سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ سابق صدر جنرل پرویز مشرف سو فیصد قادیانی تھے، تاریخ میں مشرف نے جتنا اسلام کو اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا اور اسلام کے خلاف سازشیں کیں وہ باعث شرم ہیں، انہوں نے کہا کہ کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ ہمارے ملک کے اہم اور حساس اداروں کی اہم پوسٹوں پر قادیانی افسران بیٹھے قادیانیت کا لٹریچر کھلے عام دے کر ہم مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں، مگر ہمارے حکمران ان کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں، مولانا طوفانی نے کہا کہ علماء کرام پر انتہا پسندی کے الزامات لگانے والے دراصل قادیانیوں کے حامی ہیں، ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ محسن کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہم اپنی جانوں کا نذرانہ دینا فخر محسوس کریں گے مگر محسن انسانیتؐ پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے، مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ پوری دنیا کے مسلم ممالک کے علاوہ دیگر غیر ملکوں میں حیرت انگیز طور پر قادیانیوں میں کمی آ رہی ہے، مسلمان مل کر مضبوط ایمان کے ساتھ پورے عالم اسلام کے علاوہ پوری دنیا میں حکمرانی قائم کر سکتے ہیں اور ہم مسلمانوں کی فلاح بھی اسی میں ہے کہ مل کر قادیانیوں اور یہودیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں، انہوں نے کہا کہ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے، قادیانیوں کی ہمدردیاں پہلے برطانوی سامراج کے ساتھ تھیں اور آج وہ امریکا کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں، ہمارے بزرگوں نے امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں قادیانیت کا محاسبہ آج سے تقریباً پون صدی پہلے شروع کیا، آج خواجہ خواجگان مولانا خان محمد کندیاں شریف کی قیادت میں پوری دنیا میں ان کا احتساب جاری ہے اور قادیانیت کے مکمل خاتمہ تک محاسبہ جاری رہے گا۔ مولانا محمد اکرم نے حکمرانوں کو متنبہ کیا کہ قادیانیوں کو ملک کے اہم اداروں کی پبلک سیٹوں پر ہرگز تعینات نہ کیا جائے، جہاں پر وہ بیٹھ کر عوام کو گمراہ کریں گے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر قادیانیوں کو ان کے دائرے اور اپنی حدود میں پابند کریں... تحصیل تونسہ میں ضمنی الیکشن کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اگرچہ مروجہ سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن اگر اس حلقہ میں کسی قادیانی کو ٹکٹ دیا گیا تو بھرپور مخالفت کریں گے۔ انہوں نے مختلف سیاسی جماعتوں سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ ضمنی الیکشن میں کسی قادیانی کو ٹکٹ نہ دیں، اگر کسی سیاسی جماعت نے قادیانیوں کو ٹکٹ دیا تو مجلس اس جماعت اور امیدوار کے خلاف بھرپور جدوجہد کرے گی اور کسی قادیانی کو شب خون مارنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس موقع پر مولانا عبدالعزیز لاشاری، حکیم عبدالرحمٰن جعفر، غلام محمد خان نمبردار، حکیم عبدالقادر جعفر، مولانا محمد شعیب، پروفیسر فیض محمد ربانی اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اقبال میلسوی نے خصوصی شرکت کی۔ دریں اثنا تونسہ بار کے متعدد وکلا صاحبان نے بھی تحفظ ختم نبوت کے علماء حضرات سے ملاقات کی، وکلا نے علماء کرام کو تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

(بشکریہ ہفت روزہ "المنظور" تونسہ شریف، یکم تا ۷/مئی ۲۰۱۰ء)

عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت

بنوں (نمائندہ خصوصی) عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، اس کی بغیر اسلام کی عمارت ناقص اور نامکمل ہے، اس کی حفاظت مسلمان اپنی جان و مال سے بھی زیادہ کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالستار حیدری نے جامعہ حفظ القرآن مال منڈی بنوں میں شہر بھر کے علماء کرام اور عوام الناس سے ملاقات کے دوران کیا۔ مولانا ضلعی امیر حضرت مولانا سید عبدالستار شاہ بخاری کی عیادت کے لئے بھی گئے اور ان کے صاحبزادگان قاری محمد طیب شاہ اور شعیب شاہ سے ملاقات کی۔

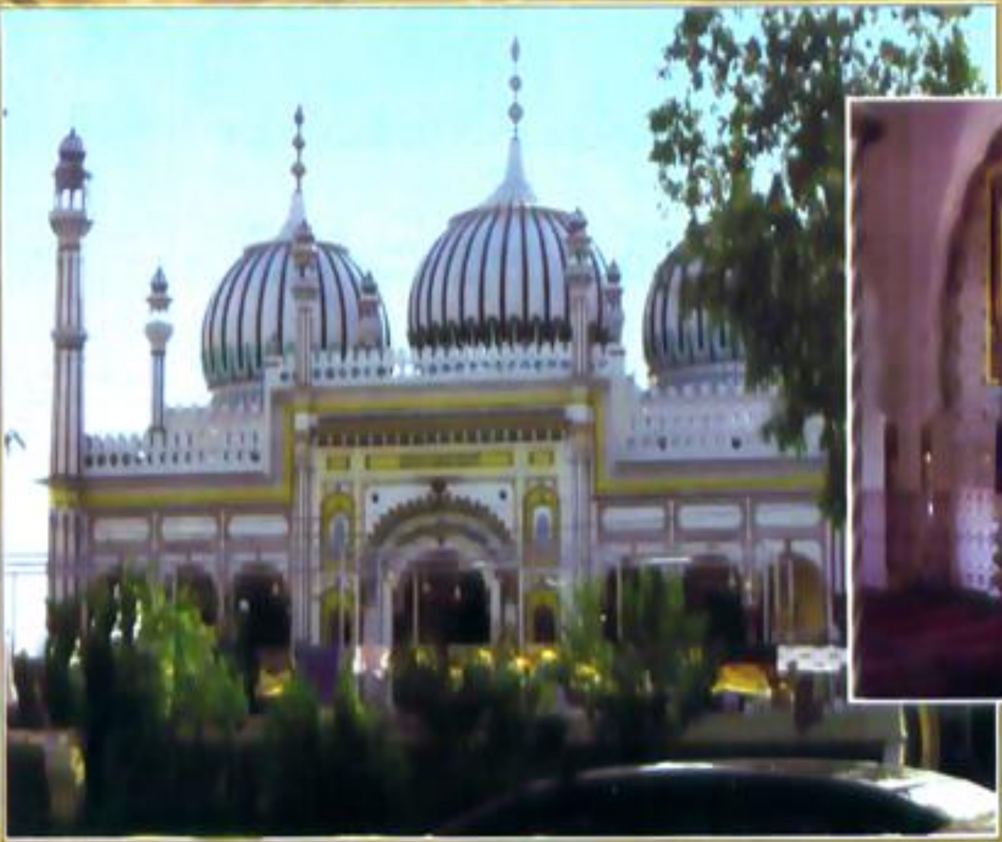

خانقاہ سراجیہ کندیاں کی مسجد کا حسین منظر
جہاں حضرت خواجہؒ نے لاکھوں وابستگان سلسلہ
کے قلوب کو منور کیا

مزاراتِ مقدسہ.... حضرت مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کے پہلو میں
خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کی آخری آرام گاہ

حضرت خواجہ خان محمد قدس سرہ کی خصوصی نشست گاہ

خانقاہ سراجیہ میں حضرت خواجہ خان محمدؒ کے کمرے کی تصویر

حضرت کی لائبریری